

RARE BOOK

NOT TO BE ISSUED

1946

CHECKED

Checked
1987

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



حَدَّثَنَا تَقْرِجٌ بِالْبَقَاءِ وَأَتَاءَ وَالْمَجْدِ وَالْعَرَّ وَالشَّارَ وَعَلَى الْإِنْسَانِ
وَعَلَى الْبَيَانِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الْمُبْعُوثِ إِلَى كَأَفْقَةٍ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَالْأَسْرِ وَالْحَنَانِ وَالْه
وَاصِيَابِهِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ

اما بعد۔ جو کتاب پاک اس وقت میرے سامنے رکھی ہے وہ ایسی نادر و نایاب ہے
جس کو زمانہ غرت کی آنکھوں سے دیکھے گا اور فرنگی سر کا لاج نہائے گا یہ کتاب جس کا پایا
نام اعجاز المشتاقین ہے مطلوب السائلین ہے واصل میرے
قبلہ کہ میری صافی طینت عارف ماہ طلعت حقیقت کا وہ قبلہ عاشقان جلوہ وجود کعبہ
فرشتگان فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت مولانا مرشدنا سیدنا حکیم شمس الدین احمد صاحب مکتب
بر محبوبہ الماشقین مظاہر العالی کی بنائی ہوئی سجاوہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کا ایک
رہنما ہے جس کو شعل نورانی تمہیں لیکر انسان ایک دم میں طے کر سکتا ہے اس کتاب کے
صبر و یوں کے لئے جو علم و صحت سے بے بہرہ ہیں نہایت آسانی کر دی گئی ہے

تقدیر بنی شیخ اس سے بہت جلد قایم ہو سکتا ہے مختصر یہ ہے کہ اس چھوٹے سے
 رسالہ میں دو وہجید کی باتیں کھول دی ہیں کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں غرض کہ جو طالب
 علم باطنی آسانی حاصل کرنا چاہے اس کو اس سے اور کوئی سہل نسخہ دستیاب نہ ہوگا
 اور ہر طریقہ اور ہر مذہب و ملت والا اس سے فیض حاصل کر سکتا ہے دوسرے اسکے
 ذریعہ سے انسان آپ کو بھی خوب پہچان سکتا ہے اور طریقت اور شریعت کے ساتھ
 ساتھ راہ وحدت کو طے کر سکتا ہے۔ اس رسالہ کی خوبیاں بیان کرنے سے فقیر کی
 زبان قاصر ہے۔ اور عالم رویا کی سیرتوسیلہ بلکہ اپنے معشوق حقیقی سے جب چاہے۔
 جب ہم کلام ہو سکتا ہے۔ ناظرین خود اس کتاب لایجاب کو ملاحظہ فرما کر لطف اٹھائیں گے
 اور بڑے بڑے مراتب حاصل کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی ولادت
 اور کرامت نے ایک جہان کو تسخیر کر لیا ہے۔ مسلمان اگر آپکا کلمہ پڑھتے ہیں تو ہندو
 آپکے نام کی سہمن جیتے ہیں پارسیوں کا دل آپکے شور عشق سے آتش کدہ بن گیا ہے
 یہودی نصاریٰ آپکی زلف چلیپا کو اپنا قبلہ جانتے ہیں اس فقیر نے جب یہی جاکر آپکا
 جمال جہان آرا دیکھا اور آستانہ پیر شاہ و شہریار و پیرزادان و قمر ویداکر کو مرہ سجور پایا تو
 بے اختیار سرے منہ سے یہ رباعی نکل گئی۔ دربار عالی

یہ اشکو و فوج بادشاہی کر دیم	برسنند فقر کبریا کی کر دیم
سے دروید دولت تقیری اینجا	در کسوت بندگی خدا کی کر دیم

زبے نصیب مجھ یا خیر کے کہ میں ایسے تاجدار چنانکیر کا غلام اور اس شمع وحدت
 پر دانہ لٹا جاتا ہوں بیٹا چاند میں کا دین حاضر ہونے سے چند دن میں یہ فیض ہلا کر
 یہ فقیر صاحب دیوان بن گیا۔ بلکہ ایک مجموعہ سرکار والا شان کی شان اقدس میں ملے لیکن

چہرہ اور اوجھ کا نام مطلوب المشتاقین۔ ذالہ مضطر رکھا گیا ان ہی ایسا معن میں سرکار
 باوقار نے ایک سال کو ہندوستان وغیرہ کا سفر فرمایا اور چند خادموں کو بھی ہمراہ
 لیا جس میں اک یہ فقیر بھی تھا اور خصوصاً سرکار فیض آثار کا اس فقیر پر بہت بڑا پیار ہے
 بلکہ جس وقت حالت استغراق میں نہیں ہوتے ہیں تو فقیر سے جس بول ہی لیتے ہیں
 چنانچہ ایک روز ریاست حیدرآباد دکن میں بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے کہ تو نے کتاب
 لکھی ہے دیکھ ہم کچھ لکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے دو تین ہی روز میں بھی
 نسخہ تیار کر کے ایک مرید خاص یعنی مولانا سید راج محمد صاحب حوالدار میو کو
 دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھو جب پڑھا تو یہ ایک بے نظیر اور بے عدل خیر بخلی صاحب
 موصوف نے جو خوش مسرت کہڑے ہو کر اس کو اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس کا
 طبع کرنا افتخار اپنے ذمہ لیا اور فقیر سے کہا کہ تو اس کا مقدمہ لکھ دے جو بطور
 ریویو اور سرنامہ کے اس خلاصہ وحدت ومعن عرفان کے ساتھ لگا دیا جاوے
 ہر چند کہ فقیر کی لیاقت اس قدر نہیں ہے۔ مگر بقضائے الامر فوق الادب یہ چند
 سطریں حوالہ قلم لکھیں میری دعا ہے کہ جب تک انسانی طبائع میں علم وحدت کا ذوق
 و شوق باقی ہے جب تک حضرات صوفیہ کو اس عالم میں فطیبت اور غوثیت کی مغز
 خلعت درگاہ الہی سے ملتے رہیں جب تک معشوقوں کو عاشقوں کے ستارے
 میں مرہ آئے جب تک عاشقوں سے معشوقوں کا ظلم و ستم سہا جائے جب تک
 آسمان شفق کے گلگونہ سے اپنا چہرہ چمکائے جب تک چاند رات کی سیاہ فشان
 سے اپنے حسن کو بڑھائے یہ تصانیف فیض عالم اور صاحب مصنف کا نام اور جگہ
 ایسا سے یہ طبع ہوئی ہے۔ سلامت رہیں۔ اور ان کے اور سہاسے سر پر

ٹے سے

جو طالب

بہنو کا

سے اسکے

ساتھ

نیر کی

بابے۔

نہا میں

کی دلا

نہندو

یہا ہے

جا کر اچھا

ایا تو

ج و دت

نہا میں

نہا میں

حضرت امام الاملیا کی عاطفت سایہ گستر ہے ۔ فقط

حررہ

عاجز ازلی سید محمد علی دہلوی مضطر خوش اختر

شاگرد جناب مولانا سیدنا حضرت حکیم محمد ناصر ندوی صاحب

دہلوی فراق مشہور آفاق مظلوم

مرقوم ۶ جمادی الآخر ۱۳۲۶ھ

پھلا باب

اس میں اپنے تئیں پہچاننے کا بیان ہے

اسے دوست جان اور یقین مان کر اپنے تئیں پہچانا حق تعالیٰ کی معرفت کی کجی ہے۔ مَن عَرَفَ
فَنَفْسُهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے بیشک پہچانا اپنے رب کو۔ اے
دوست کوئی چیز تمہارے زیادہ تیرے قریب نہیں جو تو اپنے تئیں پہچانے لگا تو اور کو کیا جانے لگا۔ غالباً
تو یہ کہتا ہے کہ میں اپنے تئیں پہچانا ہوں تو اس میں خطا کرا ہے۔ ایسی پہچان خدا کی معرفت کی کجی نہیں
ہو سکتی کیونکہ یوں تو اپنے تئیں جانو بھی پہچانتے ہیں۔ جیسا تو اپنے ظاہر کا۔ سر۔ منہ۔ ہاتھ پاؤں
گوشت پہچانتا ہے اور اپنے باطن کا اتنا حال جانتا ہے کہ جب بھوک لگتی ہے روٹی کھا لیا
جب خضر آتا ہے کسی سے بہتر لگے جب شہوت زد کر دیتی ہے اچھا برا کچھ نظر نہیں پڑتا اندھا ہو
جاتا ہے غیر عورت پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ سب بات میں سب جانو تیرے برابر میں تجھ میں اور جانو
کیا فرق رہا تو اپنی حقیقت دہو نہ تو کون ہے کہاں سے ایسا ہے کہ ہر جانمگ۔ کیوں یہاں آیا ہے
جیسے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ تیری نیک بختی کس کام سے ہے اور بد بختی کس کام میں ہے اور
یہ صفتیں تجھ میں ہیں۔ حیوان بن۔ درندہ بن۔ ستور بن۔ شیطان بن فرشتہ بن۔ ان میں
سے تو کون ہے اور تیری اصل حقیقت کیا ہے۔ اور کون کون صفت تجھ میں عاریت ہے جب تک
تو نہ جانایگا۔ اپنی سعادت ناہمو نہ تسلیم کرے کہ ایک بن کی غذا الگ الگ ہے۔ کہا نا پینا سونا سٹانا اور
تو رہتا جا رہا یوں کی غذا اور سعادت ہے۔ اگر تو چار پایہ ہے۔ تیری دن رات یہی کوشش ہے
کہ کب تک اور کب تک کام ہے۔ مانا اور مار ڈالنا کہو کہیاد درندوں کی غذا ہے اور سعادت ہے اگر تو
درندہ ہے رات دن اسی کوشش میں رہو۔ اور شعر نکالنا حیلہ کر کرنا شیطان کی غذا ہے
اگر تو یہی نہیں ہیں سے ہے تو اس کے کام میں مشغول رہو۔ پلیدی جیالی الیغی خوشامدست روی کی

برائی پر غور ہونا سور کی غلامی سے۔ سور کی معنی خواہش کے لیے ہیں اگر خواہش کا مطیع ہو گا تو یہ بات پیدا ہو جائیگی۔ اگر اس کو روکو تو دبا کر رکھنا تو یہ بات پیدا ہوگی۔ قناعت - حیا - شرم - دانی - پارسائی - غریبی - سچائی - صفت ظاہر ہوگی۔ اگر درندہ یعنی غضب کے کئے کی تو اطاعت کر لگا۔ دزدہ اور لٹا خفہ ہے اسی یہ صفت پیدا ہوگی نڈرتوانا یا کیا ٹیڑھوں بولنا غور۔ تکبر اپنی ٹیڑی جانتا۔ کسوس کرنا۔ دوسرے کو کچا جتنا۔ ذلیل سمجھا۔ لوگوں سے بھڑا۔ اگر اس کئے کو یعنی غصہ کو اور پس رکھنا۔ صبر برداری۔ درگزرنا استقلال بہادری سکوت عزت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونے اور اگر اس شیطان کی اطاعت کر لگا جس کا کام اس سور اور کئے کو اور غفلان کر دیا کرنا۔ اور مکر کرنا کہا ہے۔ دہوکا دینا خیانت کرنا جلاسنائی۔ بیت یہ ام پیدا ہونگے۔ اگر تو اس شیطان کو نیر کر کے اس کے قریب میں نہ آگیا اور غفل کی شکل کی مدد کرنا تو دانا کی معرفت علم حکمت صلاحیت۔ حسن خلق بزرگی یہ صفات پیدا ہونگے۔ اور یہ اوصاف جو تیرے ساتھ رہنے کے تیرے عینا کا ہونگے۔ اور تیری سعادت کا ختم ہو جائیگا۔ اور جن کاموں سے مجھے اخلاق پیدا ہوں انہیں گنہہ کہتے ہیں۔ اور جن کاموں سے ایسا اخلاق پیدا ہوتے ہیں انہیں عبادت کہتے ہیں اسی کے حرکات سکانات ان دو حال سے نکلا کر جو اخلاقی ہیں۔ اور خدا کا جمال دیکھنا اور شہنشاہی اور سعادت ہے۔ اگر تو فرشتوں کی اصل رکھتا ہے۔ تو اپنی اصل میں کو شمشیر کے کہ جو جناب الہی کو پہچانے۔ اور اوصاف جمال کے متباد کے میں ملو پائے۔ اور اپنے ملنے شہوت اور غصے کے ساتھ سے جوڑا کے یہ صفت جو میں فرشتہ بن کر الہ سے آجائیگا۔ اس وقت خدا کا جمال نصیب ہوگا۔ اور پھر خدا کے کہ فرشتہ کہیں فرشتہ بن جائیں جس وقت انسان اپنے کو کچھ لیتا ہے تو مثال فرشتہ کے ہوتا ہے اور وہ سر ہاں اور کتا پل بن جاتا ہے۔ اور کو موت کہیں اولی الہ کے فرار سے میں جاری رہتا ہے۔ کہ کو کو دوسری ہو گئے میں فرشتہ بن اور میں آگیا ہے۔ اسے وقت حسن وقت اولیے کہ ایک کو سمجھانے کا۔ اور وقت تو بھی لوری ہوگا اور اس وقت کی بیان تک تلاش کر کہ ہو کہ یہ زمانہ ہو جائے کہ خدا نے چترہ۔ ورنہ کسی شخص جو میں کیوں پیدا کی ہے۔ کیا اس لئے پیدا کی ہیں کہ وہ تلخ اپنا قدی بنائیں۔ اور تلخ اپنی قدرت میں۔ اور وہ رات بیگا میں بکرتے ہیں۔ انہیں اللہ نے جو ملک اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تلخ جو تیری دل کا شاہ ہے اپنا قدی کی کرے۔ اور جو سر کے ہو کہ میں ہے اس میں اپنا تابع بن جائے۔ ایک کو سواری میں الہ کے دوسرے کو اپنا جہتا بن جائے۔ اور میں دل جو

اس منزل میں ہے ان کو اپنے کام میں لائے کہ ان کی مدد سے سعادت کا منبع تیرے ہاتھ لگتا کہ
تو اپنی سعادت کے طرف متوجہ ہو جائے۔ خاص لوگ اس مقام کو جناب الہیت کہتے ہیں اور
عوام جنت کہتے ہیں یہ سب باتیں تجھے جانتا ہیں۔ **فصل**۔ اے دوست تجھ کو خدا
دو چیز سے پیدا کیا ہے۔ ایک ظاہری دنیا میں جسے بدن کہتے ہیں جس کو ظاہر آنکھ سے دیکھ
سکتے ہیں۔ دوسرے باطنی یعنی بدن۔ اس کو نفس اور دل اور جان کہتے ہیں۔ اور اس سے
فقط باطن کی آنکھ سے پہچان سکتے ہیں۔ ظاہر کی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ اور بھی باطنی
معنی تیری حقیقت ہے۔ اس کے سوا کچھ چیز بن نہیں وہ اس کی تابع اور لشکر و خدمت
میں۔ اور ہم اس حقیقت کو دل کہتے ہیں اور اس حقیقت کو کبھی روح کہتے ہیں۔ کبھی
نفس اور دل سے مراد گوشت کا تو ہر مقصود نہیں ہے۔ جو سینہ میں یا نین طرف مروج
ہے۔ یہ دل جانور دن اور مردوں کے بھی ہوتا ہے۔ اس دل کو جو حقیقت انسان ہے
ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ جو چیز ظاہری آنکھ سے دکھائی دے وہ اس عالم سے
ہے جسے عالم شہادت کہتے ہیں۔ دلی حقیقت اس عالم سے نہیں ہے۔ بلکہ اس عالم میں
مسافر آتا ہے وہ ظاہری گوشت کا تو ہر ہے۔ اس دلی سواری اور ہتیار اور بدن کے
سب عضو اس لشکر ہے۔ وہ تمام بدن کا بادشاہ اور افسر ہے۔ خدا کی معرفت اور اس
جمال و مثال کا مشابہہ اسی دلی حقیقت ہے۔ اور اسی پر تکلیف عبادت ہے۔ اسی سے
خطاب ہے۔ اسی پر ثواب و عقاب ہے۔ اصلی سعادت اور شقاوت اسی کے لئے ہے
ان سب باتوں میں بدن اس کا تابع ہے۔ اسی کی حقیقت اور صفات پہچاننا خدا تعالیٰ کی
معرفت کی گنجی ہے۔ اے دوست ایسی کو شش کر کے تو اس کو پہچانے۔ کہ وہ ایک عمو
کہہ رہے۔ اور گوہر ملا لکڑی جس سے بے رنگہ الوہیت اس کا اصلی معدن ہے بدن
سے کا ہے۔ بدن پر جانکا۔ جب تک تو دلی ہستی کو نہ جانے گا اس کی حقیقت کو کیا جانے گا۔
دلی ہستی تو ظاہر ہے کہ اپنی ہستی میں آتی کو کچھ شکر نہیں اور اس کی ہستی اس کی ظاہری ہستی
سے نہیں اس واسطے کہ یہ بدن مروجہ کے مانند ہے۔ اور جان نہیں اور دل سے ہمارا مقصود
روح کی حقیقت ہے۔ مروجہ جب نہ وہی بدن قرار ہے۔ اگر کوئی اپنی آنکھ بند کر کے اپنی حقیقت
پتہ کو جس کو آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ بہولائے اور اپنے کو اس دنیا میں رہا ہے یہی کر کے تو
اپنی ہستی کو ضرور پہچان لے گا۔

مطیع ہو گا تو سعادت
مح والی باز آتی
ت کر لگا۔ ورنہ اور
بی بڑی چاہتا
یعنی غصہ کو اور
وصاف پیدا ہو
برکتا۔ اور کرنا
یلان کو نہ کر کے
نہ صلاحیت
تیرے نیک کام
پیدا ہوں اس
ت کہتے ہیں کہ
دیکھنا شرف
ش کے کو جناب
شہوت اور غصہ
وقت خدا کا
نسان اپنے کو
کو موت
میں فرشتوں
روحی نور ہو گا
دلی حقیقت
تجہ اپنی لذت
پیدا کیا ہے
ہے اس میں پانا
جندوں جو

فصل - اسے دست دل کیا ہے خاص صفت دیکھی کیا ہے اس کی بیان کرنے کی شریعت
نے اجازت نہیں دی۔ اس واسطے رسول مقبول صلعم نے شرح نہیں فرمائی۔ اور حق تعالیٰ کی جنتا
سے یہ آیت آئی **وَلْيَسْأَلْكَ عَنِ الرُّوحِ قُلُوبُ الرَّاغِبِينَ** اور روح اللہ

کے کاموں اور عالم ارے ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہ ہوئی۔ روح عالم ارے سے عالم
اعراون چیزوں سے عبادت ہے جن میں ناپ اور اندازہ کو دخل نہ ہو۔ جو لوگ روح کو قدیم سمجھ
غلط سمجھتے۔ اور جنہوں نے روح کو عرض کہا غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہیں۔ دوسرے کا
تابع ہوتا ہے۔ اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اس کا تابع ہے تو روح عرض کیونکہ ہوی
اور جنہوں نے روح کو جسم کہا ہے۔ انکو بھی دہوکا ہوا ہے۔ کیونکہ جسم تڑپے ہو سکتا ہے اور روح
تڑپے نہیں ہو سکتی جس روح کو ہم دل کہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا محل ہے۔ جانور کے
واسطے وہ روح نہیں ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ درشتوں کے گوہر کی جنس ہے کیا ہے ہر
ہے۔ اس کی حقیقت کا جانتا دشوار ہے اور اسکی تفصیل کرنے کی اجازت نہیں۔ دین کی
راہ میں پہلے اسکے پچا نہنے کی ضرورت نہیں اس واسطے پہلے دین کی راہ میں محنت اور ریاضت
چاہیے۔ جب کوئی ریاضت کر لگا یہ پچان اسے خود بخود حاصل ہو جائیگی۔

فصل - اسے دست دل کے لشکر کی تفصیل مل ہے اصل مطلب ایک مثال میں معلوم
ہو جائیگا۔ یہ پیش ہے کہ دین گویا ایک شہر ہے اور پھر پادشہ و خواہش اور شہر کے
عالیٰ خدہ کو تو مال پادشاہ عقل فزیر ہے۔ پادشاہ کو مملکت کے انتظام کیواسطے ان کی
اعتیلاج ہے۔ لیکن خواہش جو گویا مال ہے جوئی اور زیادتی کر نیوالی ہے۔ جو غیر عقل کرتا
ہے اس کے خلاف ہے کہتی ہے اور ہمیشہ بھی چاہتی ہے کہ سلطنت میں جتنا مال ہے
سب خراج کے بہانے لے لے۔ اور خدہ جو کو مال ہے سخت شہر تشریف اور تیر ہے مارڈالنا
نہی کرنا اسے ایسا معلوم ہوتا ہے جس طرح شہر کا پادشاہ سب باتوں میں اپنے وزیر سے مشورہ
کرتا ہے اور جوئی طمع دار مال کا کان منہ سے رکھتا ہے وزیر کے برخلاف اس کا کہنا
ماتا ہے کہ تو مال کو اس پر نہیں کرتا ہے کہ اس کو زیادتی سے باز رکھے۔ دبا دین
رکھتا ہے کہ قدم حد سے زیادہ نہ بڑھائے۔ اور ادان باتوں سے اس پادشاہ کی سلطنت
میں انتظام رہتا ہے۔ اس طرح پادشاہ دل ہے۔ اگر وزیر عقل کے مشورہ سے کام کرے
خواہش اور خدہ کو آرام کر کے عقل کا محکم کرے۔ اور عقل کو اس کا محکم نہ بنائے تو دین کی

اور اس کا
مقام

۸

سلطنت کا انتظام درست رہے۔ اور سعادت کی راہ چل کر حضرت اہلسنت میں بے روک ٹوک پہنچ جاوے۔ اور اگر عقل کو غصہ اور خواہش نے قید کیا ملک میں خاک و سیاہ ہو۔ یا و شاہ دل پر جھٹکا ہو۔ اور تباہ ہو۔

فصل۔ اسے دوست تو نے یہ جان لیا خواہش غصہ کو کہا نے اور اپنے کے لئے اور بدن کے حفاظت کے لئے پیدا کیا ہے تو یہ دونوں بدن کے خدمتگار ہیں۔

کہا نا پانی بدن کا چارہ ہے۔ اور بدن کو حواس کا وزن اور ٹھانیکے لئے پیدا کیا ہے تو بدن کو عقل کی جاسوسی کو واسطہ پیدا کیا ہے۔ کیونکہ حواس عقل کے خادم ہیں اگر بدن کی بدولت خدا کی عیب جو عیفتین بچانے۔ اور عقل کو دل کے واسطہ پیدا کیا ہے تاکہ عقل دلی شمع جھلنے بنے اور روشنی میں رہے۔ اور دل کو نظر آئے۔ کہ یہی دید دل کی بہشت ہے تو عقل دل کی خادمہ ہے اور دل کو جمال الہی کے نظاہری کو واسطہ پیدا کیا ہے۔ جب دل اس نظارہ میں مشغول ہو اندر خدا کی دگاہ میں خادم بنا۔ حق تعالیٰ نے جو فرمایا ہے۔ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادِي**

اس کے یہی معنی ہیں اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور دل کو پیدا کر کے اس سے ملک اور لشکر اور رسوا سی بدن اسی واسطہ دی ہے کہ عالم خاک سے اعلیٰ علمدار بن سیکر رہے۔ اب اس جگہ وزیر عقل کو لازم ہے کوئی لشکر میں سے۔ مثلاً خواہش غصہ وغیرہ بادشاہ سے۔ پھر کیا اور اطاعت سے باہر ہو گیا اور نہرنی کیا چاہتا ہے۔ اور اس کی تدبیر کرے اور جہاد کی طرف متوجہ ہو کہ وہ پیر راہ پر آجائے اور اس کے بار دہائے کا ارادہ نہ کر سکے کہ سلطنت بے نیاز کے دست پر ہوگی۔ بلکہ ایسی تدبیر کرے کہ ان کو اپنے قابو میں لائے تاکہ وہ غیر من بار اور بدکار زمین۔ دشمن نہ ہو جائیں رفاقت کریں۔ پھر یہی دیکھتی عقل میں نہ لائیں۔ جب ایسا کیا تو سعید ہوا۔ اور نعمت حق اور کیا اور اس خدمت کے عوض میں سرفرازی کا خلعت وقت پر لایا۔ اگر اس کے خلاف کیا تو باغی فطرتوں دشمنوں سے مل گیا تو نیکو کام اور حق ہو گیا۔ اور اس بد اعمالی کی سخت سزا پانچواں تارہ حکایت جو ابھی گذری ہے سلطنت مسقطیہ میں سلطان عبدالحمید خان نے پانچاں برس تک وزیر عقل سے کام لیا اور سلطنت کی باگین اپنے دونوں ماتہن میں خون صنوبر بچھڑے رکھیں۔ تمام سلاطین آجی رائے کے موافقت کرتے رہے۔ جس وقت وزیر حکم شروع ہوا خواہش کا ساتھ دیا اور سلطنت میں خرابی آئی سلطان عبدالحمید خان کو خبر بنا کہ امیر ہوا۔ تمام بنایا نے خواہش کا ساتھ دیا سلطان کو سخت پرستے اور ظلم و کفر کیا۔ اب سلطان کا خیال ہے نہ مذکور ہے۔ آخر سلطان تباہ و برباد ہوا اب یہ نہیں چلتا۔

بیان کر کے کی
اور حق تعالیٰ کی
اور روح اللہ
عالم امر سے
روح کو قید کر کے
بن۔ دوسرے
عوض کیونکر ہو
ہو سکتا ہے اور
مل ہے۔ جانور
لی جنس پر کیا ہے
میں۔ دین کی
وقت اور ریاضت

شال میں
سورس تہ کے
اسطے ان کی
جو وزیر عقل
میں جتنا مال
ہے مارا نا
وزیر سے مشورہ
اور اس کا
دو تہ میں
کی سلطنت
کا کام کرے
کے تو بدن کی

کہاں تبدیل نہ ہو ہی سلطان میں جنگا میر المؤمنین کہتے تھے۔ اسے دوست دیکھا تو نے اس کو
ایک ماہ نہیں گذرے علی شہر یعنی خواہش سلطان سے پھر گیا۔ اور اطاعت سے باز ہو گیا اور
رہنہ کر کے سلطان عبدالحمید خان کو تباہ کیا کیونکہ سلطان نے اپنی عقل سے کام نہ لیا فقط لشکر
میں سے ایک خواہش نے اپنا یہ رنگ دکھایا تاہم سلطنت اسکے ساتھ ہو گئی۔ اب سلطان
بیگاہ میں۔ اسے دوست اس طرح اگر بادشاہ دل بہی غافل ہوا تو اپنی کوتاہ کیا۔ **فصل** اسے
دوست اب ہم کہتے ہیں۔ سودین۔ شیطانی بن۔ فرشتہ بین کا حال بیان کرتے ہیں ایدوست
جان تو کر آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتھ جو اسکے باطن میں بن ایک علاقہ ہے۔ اور ہر لشکر کی
ساتھ آدمی بن ایک صفت اور خلق پیدا ہے۔ ان میں سے بعض اخلاق برے میں کر آدمی
تباہ اور فساد کرتے ہیں۔ اور بعض اچھے میں کر آدمی کو درج سعادت پر پہنچا کر عالی مرتبت
کرتے ہیں وہ اخلاق سب تو بہت ہیں لیکن چار قسم ہوتے ہیں بیان کئے ہیں۔ چار یا تو کی اخلاق
درندوں کے اخلاق شیطانی کے اخلاق ملائکہ کے اخلاق۔ چونکہ آدمی کو لالچ اور خواہش ہے
اسوجہ سے چار یا تو کی کام کرتا ہے۔ مثلاً کہانے اور جماع کرنے پر مڑتا ہے۔ اول آدمی میں غصہ ہے
اس سبب سے کشتہ۔ شہر۔ بہرے کے کام کرتا ہے۔ مثلاً مارنے مار ڈالنے لوگوں سے کامی کی گئی
و گایا کی کرنے پر غمیز مڑتا ہے۔ اور حیلہ مکر کرنا لوگوں میں فساد ڈالنا چونکہ آدمی میں ہوس و ہوس
اسوجہ سے شیطانی کے کام کرتا ہے۔ اور چونکہ آدمی میں عقل ہے اس باعث سے فرشتہ کہانے
کرتا ہے۔ مثلاً علم کو دوست رکھتا ہے برے کاموں سے پرہیز کرتا ہے لوگوں کی اچائی چاہتا ہے ذلیل
کاموں سے بچا کرتا ہے دار رہنما ہر کام میں حق بجا ملے خوش ہونا چاہی اور ناز و کی تو عیب جاننا
اور فی الحقیقت آدمی کی مشرت میں چار چیزیں ہیں۔ کشتہ بن۔ سودین۔ شیطانی بن۔ فرشتہ بن
کیونکہ کشتہ اپنی صورت سے مٹھ یا تو کہانے سے کچھ بڑا نہیں۔ بلکہ اپنی عادت کے سبب ہی کہانے
آدمی سے بڑھا ہے اور سودین اپنی صورت کے سبب سے کچھ بڑا نہیں بلکہ اس وجہ سے بڑا ہے ناپاک اور
بڑی چیزوں کی منع رکھتا ہے۔ اور کشتہ آدمی کی روح کی سب سے حقیقت ہوا آدمی میں یہ باتیں
سودین۔ اس طرح شیطانی بن اور فرشتہ بن کے ہی معنی ہیں۔ اور آدمی سے فرمایا کہ عقل کا نور
جو فرشتوں کے انوار آتا ہے ہے اور اسکی دولت شیطانی کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ اسکا
ہوا و شیطانی اس سے مکر کر سکے۔ لالچ اور خواہش کے سوا اور غصہ کے کشتہ کو اب میں رکھ عقل کا
نور است کہ اس کے حکم سے دشمنین میں جو آدمی اسکا کیا اس کو اچھے اخلاق جو اس کے
سعادت کے خرم میں حاصل ہونگے۔ اگر اس کے خلاف کر گیا۔ اور غصہ، الحاح و ہوس و ہوس کا تو

برے اخلاق جو آدمی بد بختی کے سچ ہوں اوس سے ظاہر ہونگے۔ اور اگر خراب یا بیدار ہیں
اوسکے حال کی تلاش اوس کو دکھائیں تو بڑی تین دیکھیں گے۔ کہ ایک سو ریگت یا شیطان کے سامنے ہاتھ
باندھ کر پڑا ہے۔ اگر کوئی کسی کا فرنگے قہقہہ قدرت میں کسی مسلمان کو دیدے تو کا فر اوس مسلمان کا
جو حال کی لگا وہ ظاہر ہے۔ اور اگر فرشتہ کو لکھے اور سور اور شیطان کے قصہ میں دیدے تو اوس
فرشتہ کا اوس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا۔ اگر اے دوست تو انصاف کرے اور سوچے تو دن رات
اپنے نفس کی خواہش میں ہے۔ دیکھا حقیقت میں آدمی کا یہ حال ہے ظاہر میں گو کہ آدمی کے شاہچہ
لیکن دن قیامت کے بعد کھلیگا اور آدمی کا ظاہری باطن کی صورت پر ہوگا۔ جن پر خواہش اور لالچ
غالب ہے لوگ اونکی سونکی سی صورت دیکھیں گے۔ اور جن پر غصہ غالب ہے اوس کی پیٹھ کے
سی صورت ہو جائیگی۔ بہرے کو خواب میں دیکھا تو آدمی کو تعمیر و ظالم ہے۔ اگر سو کو خواب میں دکھا
تو بخش آدمی اوسکی تعمیر ہے۔ کیونکہ نیند موت کا نرہ ہے نیند کے سبب اس عالم سے جوتا دوزخ و جہنم
سیت کی تابع ہوئی ہر شخص کو دیساری دیکھا جیسا اوس کا باطن ہے۔ یہ بڑے بے ہد کی بات ہے
یہ کتاب اسکی تفصیل کی متعلق نہیں **فصل** اسی دوست کو یہ دیکھا کہ یہ جہنم میں ہیں۔ لیکن
کس طرح معلوم ہو کہ آدمی فرشتہ کے اخلاق حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہو اور جو غرت کے واسطے جہنم پیدا ہوا
میں تاکہ جبکہ معلوم ہو جائے کہ آدمی چار پائون اور دونوں سے اشراف ہے۔ اور کمال تر ہے
اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہے۔ وہی اوس کا نہایت درجہ ہے اور اسی واسطے اسے پیدا کیا ہے
اسکی مثال یہ ہے کہ گھوڑا لگد ہے سے عزت دار ہے کہ نہ کہ اسے بوجہ اوٹھانیکہ واسطے کیا ہے۔ اور سو
رہی اور جہاد میں دوڑانیکہ واسطے کہ سواری کی ران کی نیچے جیسا چاہے دوڑے۔ حالانکہ اوسکو
گدے کے طرح بوجہ اوٹھانیکہ قوت ہی ہے اور کمال گدے سے زیادہ طاہر اگر وہ اپنے کمال سے
عاجز ہو تو اوسکو لد نہائیکہ۔ اور اوس کو گدے کا مرتبہ دیکھا۔ اس میں اوسکی خرابی اور نقصان ہے
اس طرح بظہر لوگ جانتے ہیں کہ آدمی کو کہانے پینے اور سونے جلع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے
اسی تمام عمر اسی میں گزارنے میں اگر ایسا سمجھا شیطان کے ساتھ جہنم میں جائیگا۔ اسی دوست
اب سمجھو اگر آدمی اپنے کمال سے عاجز ہوا تو اسکو بھی اوسی گھوڑے کی طرح لد نہائیکہ۔ اور آدمی کو
کہ جو کا مرتبہ دیکھا۔ اب میری سمجھ ہے تو گوڑا میں یا گدے میں۔ اشراف تو آدمیوت ہو سکتا ہے جو قوت
بزر عقل کو ملکی شیخ و جلیغ بنائے اور اوسکی دشمنی سے جمال الہی دل کو نظر آئے لگے۔
فصل ایدوست اسوقت ہم دلی نرسکی میان کرے میں جلی و جیسی یہ مراد ہے۔ دل کے مالو کو
سجائبات کی انتہا میں اسی واسطے ہم حکم نصیحت کرتے ہیں اور دلی نرسکی کے درجہ بیان کرتے

نہ اس واقع
باب ہو گیا اور
افقہ لشکر
سلطان
مل
ایدوست
بہر لشکر کی
میں کر دیکھ
ن مرتب
و کی اخلاق
و اشراف
غصہ ہے
کے کالی گچ
یہ موجود ہے
شتر ہوگا
بنا کر دلی
سب جاننا
فرشتہ
بہر گھر کو
نپاک اور
بہر باتیں
عقل کا نور
یہ تاکہ
بہر عقل کا
اوس کے
جائے گا

میں تاکہ تیری سمجھ میں آجائے۔ ہیئت لوگ اس پر غافل ہیں۔ دل کی زندگی دودھ جی ہو ایک تو ظاہری علم
 سے دوسری قدرت سے سبب ہو۔ علم کی وجہ سے زندگی کی دوسری بین۔ ایک تو تمام خلق جان سستی ہے
 دوسری نہایت پریشدہ اور محموم ہے اسی کوئی نہیں پہچان سکتا۔ ایمان اور زندگی کو بیان کرتا ہوا
 وہ زندگی جو ظاہر ہے تمام علم ان اور صفتوں کی معرفت کی قوت ہے۔ اور اسی کی وجہ سے دل تمام حقیقت بیان
 ہے۔ اور جو کچھ کتابوں میں ہوا ہے پڑتا اور جانتا ہے۔ جیسے ہندسہ۔ حساب طبع نجوم علم لغت
 اور خوب سمجھ ہے کہ باوصف اس کے کہ دل ایک ایسی چیز ہے کہ ٹکڑے نہیں ہو سکتا۔ مگر سب علم
 اس میں سما جاتے ہیں۔ بلکہ تمام عالم اس لیے کہ گویا صحرائین ذرہ اور خطیر میں زمین پر آسمان تک
 مشرق سے مغرب تک دل اپنے فکر سے سرگرا ہو اور یہی جان زمین پر ہے اور تمام آسمان کی سرگرا ہو جان
 تک کہ رستا روں کو ناب کرتا ہے کہ اتنے اتنے کرنے فرق یہ ہیں اور ایسا حیل کہ تاسمجی کی دریا کی تہ سے
 باہر نکالتا ہے اور بندہ کو ہر اس زمین پر لٹاتا ہے۔ اور قوی زور اور جانور جیسے ادنیٰ تا بڑی کھڑا اس وغیرہ
 ان کو باریا مطیع کر لیتا ہے۔ اور اس عالم میں جو عجیب عجیب علم ہیں وہ اس کا پیشہ ہے۔ اور یہ سب باتیں اسی
 پانچ حواس پر حاصل ہوتے ہیں اور یہ بھی جان سے کہ سب حواس کو دل کے طرف راہ ہو اور عالم
 جسمانی کی طرف یا حیوان حواس مل کے پانچ درجہ ہیں۔ اور اسی طرح عالم ملکوت یعنی عالم روحانی کی طرف
 بھی دل میں ایک کبر کی کھلی ہے۔ اور بہت لوگ عالم جسمانی کو محسوس جانتے ہیں اور اس ظاہری کو
 عالم کارستہ جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں ذرا سے ہیں انکی حقیقت کیا ہے اور دل کی بہت کچھ کیا
 ہیں جو ظاہر کی طرف کھلی رہتی ہیں اور یہی دودھ لیلیں ہیں ایک خواب کہ سونے میں جو اس ملا جری جند
 ہو جاتے ہیں۔ مگر اس وقت دل کی کبر کی کھلی جاتی ہے۔ اور عالم ارواح اور لوح محفوظ زمین غیب کی چیزیں
 نظر آتے ہیں۔ جو کچھ آئندہ ہو گا اور وہاں دیکھا جائے گا۔ یا عقل میں نظر آتا ہے۔ اور غیب کی حالت یہ بھی
 ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو کچھ کھلی جاتا ہے وہاں کھلوک معرفت والا جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ باتیں ہیں کہ
 جاننے والی کی حواس پر غیب کی چیزیں نظر نہیں آتے ہیں۔ اب خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب میں
 بیان کرنا ممکن نہیں۔ مگر کچھ اس قدر جان لیا بہرہ کی دل آئینہ ہو اور لوح محفوظ اس آئینہ کی مانند
 ہیں۔ اور آئینہ لوح محفوظ زمین سب موجودات کی تصویر میں موجود ہیں۔ اور اب یہ سمجھ لو کہ صفات
 آئینہ تصویر والے آئینہ کے سامنے کہ جس کو اس وقت اس آئینہ میں سب تصویریں دکھائی
 دیتے ہیں اور اس طرح دل جب صاف آئینہ ہو گیا اور محسوسات سے قطع تعلق کیا گیا آئینہ لوح محفوظ ظہور
 تھا بلکہ مناسب ہو گیا اور لوح محفوظ کے آئینہ میں سب موجودات کی تصویریں موجود ہیں اور دل

صاف نظر آتی ہیں اور یہ خیال ہر جہت مکمل محسوسات مشغول رہتا ہے اسوقت تک عالم روحانی کے ساتھ
مناسب نہیں پیدا کر سکتا ہے۔ چونکہ خواب میں محسوسات سب بالکل ناسخ ہوتا ہے تو اسوقت خواہ خود عالم
روحانی کو خوب دیکھتا ہے لیکن خواب میں حواس تو مٹا دیئے جاتے ہیں مگر خیالی باقی رہتا ہے اسی وجہ سے
مثال میں خیال نظر آتا ہے۔ اور صاف حال نہیں لکھتا اور جب آدمی جاتا ہے تو خیال باقی رہتا ہے
نحوہ اس وقت کی طرح نہیں ہے یہ زمانہ صاف ہوتا ہے اسوقت آدمی کہتے ہیں فلسفنا اعتنا
عطا کر فیصلہ الیوم علیک۔ اب کہل دیں ہم نے تجھ سے تیری اندر سری اب نگاہ تیری
آج تیرے۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ دنیا الصبرنا وینقضا فانقضا العمل صالحا انالو
قوت۔ اے رب ہم نے دیکھ لیا اور تیرا اب ہم کو یہ سچ ہم کریں پہلا ہی حکو یقین آیا اور دوسری
دلیل دلی طرف کھڑی ہو چکی یہ ہو کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کے دل میں نیک خطرے الہام کے طور سے
ناتے ہوں اور وہ خطرے حواس کی مدد سے نہیں آئے بلکہ دل میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایدوست تو نہیں
جانتا کہ یہ خطرے کہاں سے آئے ہیں اتنی بات سے یہ معلوم ہو کہ دل اس عالم سے نہیں بلکہ عالم روحانی
سے ہی کیونکہ حواس کو اس عالم کو واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے اس عالم کو دیکھنے کے لئے حواس ابھی
جب تک اس عالم سے اپنے آپ کو ناسخ نہ کرے گا اس عالم کے طرف راہ نہ پائے گا۔

فصل۔ ایدوست تو اور تجھ نے جو وقت تک تو کسی مرضد کا دل کا تھوڑا بیکار اسوقت تک
اس منزل کا ذکر کرنا مشکل ہے۔ اس پیارے مرشد کے قدموں کی خاک کا سر نہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگا۔
اور اپنے آپ کو پیر عشق میں وقف کر دے اور اس دنیا کو مایہا سے اپنی تین پہلا دے۔ تاکہ نور شد
میں سے تخلیقات اور انوار تجھ پر برسیں۔ اور شد پائے دونوں نوری ہاتھوں سے تیرے دل کا
زنگ مثل مثل کر مٹائے گوش اور چشم کو اپنے نور سے نوری بنائے اسوقت کہیں تو خواہش
اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے گا۔ اور تیرے اخلاق میں پاک صاف ہو گا۔ اور دوسری تیرے
اے دوست یہ ہے برحق شمع کو سلنے لیکر آنکھوں کو بند اور حواس کو بیکار کر کے اور خیالی جگہ میں
جیسے کہ عالم روحانی سے یہاں تک مناسب دے کہ ہم ہمیشہ اللہ اللہ اللہ سے یہی زبان سے نہیں
آنا اللہ اللہ کہے کہ آپ سے اور تمام عالم سے بچھو جا ہے۔ اور خدا کے سوا کسی کی جبر
رکے۔ جب ایسا ہو جاے تو اگرچہ جا لگتا ہو گا تب بھی دلی کی کھڑکی کھلی ہو گی۔ اور لوگ جو غیب میں
دیکھتے ہیں وہ تو جاننے میں دیکھنے کا فرشتہ کی روح اچھی صورتوں میں تجھ پر ظاہر ہوتے
پیش روں کو دیکھنے لگے گا۔ اور اسی بہت فائدہ اور مدد پائے گا۔ اور آسمان کے ملکوت نظر آئے گا۔

ہو کر ایک تو ظاہر ہو کر
نام خلق جان سکتا ہے
ہیں ہر گز کو بیان کر
ہو سول تمام غیب کی
بلت خرم علم غیب
نہ ہو سکتا۔ مگر سب
یا زمین کو آسمان تک
آسمان کی سرگرمی
و جہلی کو دیکھ لے
ماثری گھوڑا اس جہ
۔ اور یہ سب پائے گا
طرف مدد ہو گا
عالم روحانی کی
اور اس ظاہر کی
دل کی بہشت کو کرا
یا اس ظاہر سے
ایہیں عجب کی چیز
جو نہیں کہ حاجت ہو
الانکہ یہ عالم میں
فصل اس کتاب میں
بل اس آئینہ کی مانند
یہ ہو کہ حواس
تصویر میں دکھائی
آئینہ لوح محمد ص
ہو جو میں وہ دلی

اور جس پر یہ راہ کھلے وہ عجیب عجیب تماشے اور طرے طرے کام جنکی تعریف اسکان سے باہر ہے
 دیکھینگے۔ اسے دوست پہلے تو اپنی جسم انسانی کو جو ہزار کا الالیش نفسانی سے بہرہ ایا لبریز ہو کر
 ساتھ عقاید کے پاک صاف کرنے مرشد کامل کے پاس جا اور طائفہ خمسہ کا حال دریافت کر
 وہ کیا بین ان کی تشریح کرنا ماننا نہیں ہے۔ مگر اسے یار پیاس خاطر تعلیم لگتا ہوا ہون کہ طائفہ
 کس چیز کو کہتے ہیں۔ اور شیخ کیا چیز ہے اور انکی واردات کا ظہور کیا ہوتا ہے۔ اور کیا کہتا
 ہے۔ اور طائفہ خمسہ میں سے پہلا طیفہ طیفہ قلب ہے جس کو دل کہتے ہیں اس کا مقام تین
 پستان ہی در انکشت نیچے واقع ہے۔ اور او سکی شکل بعینہ کلی کیلئے کے پہول کے طرح ہوتی ہے
 اور اس کا نور زرد سرخی مائل ہوتا ہے اور یہ طیفہ حضرت آدم علیہ السلام کی شان پیدا ہو جاتی
 ہے۔ اور اس سے خطا و سیان کا ظہور بکثرت ہونے لگتا ہے۔ اور وقت یہ اپنے افعال بخت
 نادم ہو کر قلب سے گریہ و زاری و آہ نالہ فریاد و بکا شروع کرتا ہے۔ جیسے کہ آدم علیہ السلام
 کی تھی۔ اور ہر وقت دیدہ و تراشیدہ نیم کا مصداق بن جاتا ہے اس کے بعد افضال الہی اور توجہ
 شیخ شامل حال ہوتا اس کے مرکب سکون کی باگ طیفہ روح طیفہ شریط منتقل ہو جاتی ہے اسے
 دوست دوسرا طیفہ طیفہ دایمن پستان ہی در انکشت نیچے واقع ہے اس کا نور زرد
 ہوتا ہے اور یہ طیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ تعالیٰ میں تو طالب کو اس مقام
 پہونچ کر تشریف نفسانی و تخریر روحانی حاصل ہونے لگتی ہے اور او سکی روح نہایت لطیف
 پاک ہو جاتی ہے۔ اور طالب جب تصورش کی مدد سے اس طیفہ میں عروج حاصل کرتا ہے تو
 اس میں عیسیٰ روح اللہ کی شان پیدا ہو کر اس قدر فوت حاصل ہوتی ہے۔ اگر طالب جاہل ہے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک نعرہ الہی ہر میں مردوں کو زندہ کر دے۔ اس کے بعد شیخ
 چاہے تو طالب کے روحانی است تیز رفتار کو ایک نادرہ بین مقام سر کی شہرہ نازین و داخل ہوتا
 ہے۔ اور دوست تیسرا طیفہ طیفہ مثر کے نام سے موسوم ہے۔ بہر بیدار کہتے ہیں۔ یہ
 طیفہ دایمن پستان کے در انکشت اوپر واقع ہے۔ اس کا نور سفید ہوتا ہے۔ اور یہ طیفہ
 موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو حکیم کہتے ہیں تو اس مقام کے
 ذکر و شامل میں حکیم کی شان پیدا ہو جاتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام خدا سے ہم کلام ہوتے
 تھے۔ اسی طرح یہ اپنے شیخ سے ہزار بار کوس کے فاصلہ پر ہم کلام ہونے لگتا ہے اور جیسے خدا سے
 پاک موسیٰ علیہ السلام پر اس طرح ہزار بار ہوتا ہے۔ اسی طرح شیخ اپنے حکیم مہیدین کے جنت ساکی

قد طالب عینت آدم علیہ السلام کی

الکتاب
 جب طالب متصور شیخ اس طیفہ کا تنقیر کرے کہ عروج ہو جاتا ہے
 الکتاب

سیر کرنا ہے جسے موسیٰ علیہ السلام نے جوش عشق میں ہم کلامی کے بعد بے ساختہ یہ عرض کر دیا۔
قَالَ رَبِّ اَنْفِ النِّظَرِ الْيَدِ۔ یعنی اے معشوق حقیقی تیری آواز تو سنتا ہوں۔ مگر
 اب یہ جی چاہتا ہے کہ مجھے ایک نظر دیکھوں تو چین آجائے۔ وہاں سے ارشاد ہو گا کہ
 لا ترانی۔ لیکن یہاں پر دریائے محبت جوش زن ہے تو اس طرح حکم ہوا اے موسیٰ اگر
 تو مجھے دیکھ نہیں سکتا لیکن تیرا ہی جی چاہتا ہے تو کوہ طبرہ آ جا جو تیرا مقام عروج ہو بالآخر
 ایک ہی جہانک میں بیٹھوں ہو گا اور افاقہ کے بعد سر اڑھا کر حدی اور کہا تو کیا کہ ہے اور میں توبہ
 کرتا ہوں کیونکہ مجھے ایمان حاصل ہو گیا تو ایدوست اس طرح جب طالب اس مقام میں مرتبہ عروج
 حاصل کرتا ہے تو اسکا بھی جاحم عقیدہ شیعہ کی باوہ محبت ہی لبریز ہو کر موسیٰ کی طرح جھلکے گا طبرہ
 حایل ہو جائے گی۔ اور چاہتا ہے کہ ہر وقت شمع کی خدمت میں حضورِ میسر ہو لیکن اب یہ مقام عروج
 ہے کہ خدا اپنے کلمے سے یوں کہہ لاتی آئی کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ ایشیخ اپنے کلمے سے یہ کہہ لگا تو
 آ جا چاہتا ہے تو آ جا لیکن اس مقام پر طالب کشمکش ذات کا عرفان اس قدر حاصل ہو گیا کہ جسے
 موسیٰ علیہ السلام کو ہوا اسقدر کے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کو تھا۔ یہ عرفان انہی مرتبہ
 عرفان ہی اسکے بعد اگر طالب تیر دشمن کے پیچھے محفوظ رہا ایشیخ کے عشق کا شعلہ جوالہ در ذریعہ غفر
 بلند ہو گیا اور محبت دوسرے طرف منتقل نہ ہوئی تو شیعہ کی توجہ یہاں سے بہت جلد مقام خفی کے تہ خانہ کا تہ
 کہو لیتی ہے ایدوست چوتھا الطیفہ خفی یہ طیفہ یعنی بائیں ستیان سودا محبت اور واقع ہوا ہے۔ اسکا
 نور کسی رنگ سے مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کی کیفیت ایسی سمجھنی چاہئے جسے حق و وق میلان میں
 صبح صادق ہونے کے آثار ہوتے نمودار ہوتے ہیں۔ اور طالب پر ایک قسم کی بخودی و بیہوشی طاری
 ہونے لگتی ہے۔ اور بعض دفعہ یہ معلوم ہوتا ہے دریاؤں و فوار کی موجیں کہی کنارے پر پینکدیتی ہے۔ اور
 کہی وہی جی سے بہرہ ور یا میں پہنچ لیجاتی ہے یہ طیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تہ قدم ہے۔ چونکہ
 حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کہتے ہیں تو اس کو اس مقام میں کہی آواز کا تذکرہ نہیں جاتا ہے اور کہی
 بالکل جوشی طاری ہو جاتی ہے جب طالب اس مقام کو غور زنی سے آفتاب کی طرح ڈوب کر اپنا
 ہے۔ اور عروج پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو اس میں شان ابراہیمی جلوہ گر ہو کر تہ صدیقیت و غریبیت
 پہنچا دیتی ہے۔ و ذکر فی الکتاب ابراہیم اندکان صمد یقا دنیا۔ ابراہیم پر
 علیہ السلام اپنی معشوق حقیقی پر بیخ ہونے اور جان قربان کرنے کی کھڑا کرنا اور جو کہی تو اس طرح
 طالب یہاں نہ ذات شیعہ میں جو پہلے قہار نے لگتا ہے۔ اور یہ فنا اس کیلئے کہ یہاں سے جیسا شاید

اسکان سے باہر ہے۔ ابراہیم پر
 کا حال در افکار
 لکھتا ہوں کہ طالع
 نا ہے۔ اور کہو کہ
 دس کا مقام میں
 ل کے طرح ہوتی ہے
 کی شان پیدا ہوا
 اپنے افعال محبت
 کہ آدم علیہ السلام
 نضال الہی اور وہ
 ل ہو جاتی ہے اس
 اس کا نور نہ
 طالب کو اس مقام
 روح نہایت لطیف
 حاصل کرتا ہے
 اگر طالب جائے
 اس کے بعد
 تہا ہر دن اور
 کہتے ہیں یہ
 ہے۔ اور یہ طیفہ
 اس مقام کے
 ہم کلام ہونے
 اور جیسے وہاں
 دن کے بہت سی

سامان پیدا کرتی ہے اسوقت شیخ اوس کو اینا نفل سمجھ کر قفا خشی سے اور یہی گہرے مقام میں داخل کرتا ہے
 کہ جسکو مقام اخفا کہتے ہیں۔ ایدوست یا حیوان لطیفہ اخفا اور یہ مقام متبرکہ کہی کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زیر قدم ہے اور اس لطیفہ کا نور سبز ہوتا ہے اور یہ لطیفہ دونوں پستان کو درمیان مقام صخر پر واقع ہے اسکو
 انوارات یا ایک نورہ کی طرح طالب کو قلب پر ہر وقت گلفشان تیری ہیں۔ اور اس قدر خشکی اور تیزی
 محسوس ہوتی ہے کہ جو بیان سے تعلق نہیں رکھتی طالب اس مقام میں داخل ہو تو یہی ذات شیخ میں گم ہو جاتا
 ہے چونکہ حضور سر و کائنات صلعم کا اسم گرامی محمد اللہ ہے تو اصل تمام طالب میں ہر وقت عروج شان محمدی
 بلباس عروج و ریت ظہور یافتہ ہے اور طالب اپنے شیخ کی ذات میں بطور کلی فنا ہو کر کہی کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح
 ہر وقت زبان قلب پر شیخ کی شان کا آواز کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ما عرفناک حق معرفناک و عبدناک
 ذالک حق عبادناک یعنی شیخ میں باوجود فنا ہو کر کہی کہ تیری ذات کو نہ پہچان سکا جیسا
 کہ پہچاننا حق تھا۔ اور اپنے شیخ میں تیری بندگی و فرمان برداری نحو سکا جیسے کہ فی چاہے تھی سبحان اللہ
 اب طالب کی عورت یعنی شیخ کا بندہ ہونا و شان پیدا کرنا کہ جیسے خدا کو پاک اپنی خاص بندہ کیلئے فرماتا
 ہے تو اس طرح شیخ بھی اپنے طالب کو ارشاد کرتا ہے۔ آدہ گم شدہ درین آج تجھ تیری اصلی ٹھکانہ نہ بھادو
 اوس وقت طالب بھی اپنے بال پر چہا کر کہی کہتا ہوا آدہ طیر ہو جاتا ہے **مرحبا** اے بلبل مرغ بہن
 مرحبا اے طوطی شیرین سخن تو ایدوست اب سمجھ لینا چاہئے کہ طالب میں پہلی شان نبی اللہ - و
 روح اللہ و کلیم اللہ و خلیل اللہ و عبد اللہ کس چیز کے ذریعہ سے پیدا ہوئی شخص تصور شیخ اور تذکرہ نفس
 کے بدولت حاصل ہوئی۔ چو ایدوست یہ سب کچھ یہی یہ شریک غیر عشق کے حاصل نہیں ہوتی اور
 عشق بغیر خدا کامل کے حاصل ہو نہیں سکتا۔ اور اس عشق کی منزل کو محاط کرنا شیخ کا کام ہے
 عشق کا پہلا محل نفس ہے اور عشق میں تین حرف ہیں۔ عین شہین - قاف - اس محل پر
 ان تین حرفوں سے تین باتیں پیدا ہونگے۔ عین مراد عقل نہیں رہتی شہین مراد شہر نہیں
 رہتی - قاف مراد دلوں قرار نہیں رہتا۔ اگر شیخ کی توجہ شامل حال ہے تو اس محل پر عشق کو کمال
 مقام طیر لیجا لگا۔ اس عشق کا محل یہ بیان ہے شیخ میں باقی رہتا ہو عقل مراد یہ عقل قائم ہو جاتی ہے
 شہین مراد یہ کہ طالب شہر والا ہو جائے قاف یہ مراد یہ کہ طالب دلوں قرار پیدا ہو جائے یہاں
 شیخ اپنی توجہ خاص پر عشق کا مقام روح لیجا تا ہے۔ اس عشق کا محل روح یہ بیان ہے شیخ میں باقی
 پیدا ہوئی عین ہو مراد یہ کہ طالب عبادت کرنے لگا ہو عین مراد یہ کہ طالب شہادت معرفت کرنے
 لگتا ہے۔ قاف یہ مراد یہ کہ طالب کو قیام شاہد ہوئے لگتا ہے۔ اب اس جگہ شیخ عشق
 مقام سر میں لیجا تا ہے۔ اب محل حق کا سر ہے اس جگہ بھی عشق سے تین چیزیں

پیدا ہوئے تین عین سے مراد طالب علم ہو جاتا ہے۔ تین سے مراد طالب شہادت کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے غاف سے مراد طالب قناعت والا ہو جاتا ہے جب یہ باتیں پیدا ہو جاتی ہیں تو شیخ اس وقت بہت جلد شیخ کو مقام تور پر لجا بیگا۔ عشق کا محل اب تو رہے اس جگہ ہی عشق سے تین باتیں پیدا ہونگی۔ عین سے مراد طالب حیا ہو جائیگا تین سے مراد طالب شاکر شکر کرنا والا ہو جائیگا اور غاف سے مراد طالب قدرت حق میں مستغرق ہو جائیگا یہ سب منزل عشق پر سے حاصل ہوں گے۔

باب دوم

علم باطنی میں ساتھ برنخ شیخ

ایہ دست معلوم ہووے کہ جو شخص طالب ہو اس راہ کا اور اس طریقہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس قوت علم باطنی کو بیداری میں موجود بالفعل کر کے اس کے ذریعہ سے معرفت ربانی مشاہدہ جمال الہی کی جو خاص صفات دلیں سے ہے اور ادراک اور معائنہ بالقوۃ باطنی کا حاصل کیا گیا ہے تو لازم ہے کہ وہ مسلمان ہووے اس سبب سے کہ بغیر اسلام کے کوئی عبادت اور اطاعت مقبول راہ کا ویزہ تعالیٰ نہیں مہتی۔ اور اسلام اصل الوصول علی عبادت اور اطاعت کا اور اس کے بعد احکام شرعیہ پر استقامت اختیار کرے۔ اس حدیث سے کہ اور شرعیہ کو بدل نہ جان بجالاوے اور دنیا ہی شرعیہ سے محترم ہووے اور علم کتاب اور سنت کے موافق نہ حاجات کے حاصل کرے بقول شیخ کہ بے علم تو این خدا را شناخت فضل ایہ دست جب توفیق اس راہ سلوک میں کرنا چاہتا ہے اول محکوم لازم ہے کسی بزرگ سے بیعت کرالیے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر کہ حسین بن علی شریطہ ہوں صحیح المسلاک سنی المذہب متفق علی شریعہ صحیح المسلاک سے مقتصد وہ ہے کہ وہ بزرگ ہی بیعت کسی بزرگ سے کرنا ہو۔ اور خلافت اور نیابت اور

مقام میں داخل کرنا
یہ بھی کہ علم باطنی
نام صحیح راہ ہے
سے قدر خشکی و تردد
ذات شیخ میں گہر
وقت عروج شان
ہو علی اللہ علیہ السلام
معنی فنا و عباد
نا کو تہ پیمان کا
فی چاہے تو بھی
جو خاص بندہ کیلئے
اصلی ہوتا ہے
حیا اور علم باطن
شان نبی اللہ
شیخ اور تذکرہ
میں نہیں ہوتی اور
ایمان شیخ کا کام ہے
ف۔ اس محل پر
میں مراد و شریعت
محکم و خوش
و قوت نام ہو جاتی
ایہ جو چاہا ہو
یہی شیخ و سنی
تعمیرت کرے
ن جگہ شیخ
سے تین چیزیں

حاصل ہوا۔ اور معنی بعیت کے توبہ معاصیات سے اوپر ماہر ہر شد کے ہے اور شرط بعیت کی اس کتاب
 ہے کہ اتفاق سب طایفہ علیہ سلف کا جو اس راہ میں کامل گذرے میں اس امر پر ہے کہ بعیت کی
 کوئی تجدید پر مزعزع کا شت نہیں ہوتا ہے اور جزا اس کی دلیل عقلی یہی ہے کہ کوئی علم بے اوتار
 راست نہیں آتا ہے۔ خصوصاً یہ علم باطنی کہ اسرار العلوم اور عامض ترین سب علموں کا
 بے اوستاد کیونکر ہو سکا۔ اور بیان پر ہجاسے اوستاد بھلنا چاہئے اور وہ پیر بہر اور ہادی
 ہو دیکھا اور عقبات میں اس راہ سے مرید کو نگاہ کھینکا۔ اور مسراط مستقیم سے قدم بہترین
 رکھنے دیکھا۔ پس بعد بعیت اور ادب بعیت کے متابعت شریعت مصطفویٰ چہ در احوال
 و چہ در انمال و احوال لازم کیڑے اور مدام با وضو رہے۔ بدین وجہ کہ طہارت ظاہر دلیل
 طہارت باطنی پر ہے اور نماز مدام با وضو سے تازہ جماعت سے ادا کرے اس سبب سے
 کہ نماز اصل الوصول جلیہ عبادتوں کی ہے۔ اور مداومت روزہ کی لازم رکھے۔ اگر میرا وہ
 و نہ ریاضت میں ضرور مداومت روزہ کی اختیار کرے تاکہ حرارت روزہ کی باعث کلیت
 جگر کی جو طہارت ظاہری پر باعث خورش طعام نوع بنوع اور کثرت منام اور غفلت یا د خداوند
 تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے اور قیام شب اختیار کرے۔ اور تنجب قیام شب آخر شب ہے۔
 اور آخر شب میں ابھر طہارت وغیرہ سے فراغت کر کے وضو کرے اور نماز تہجد پڑھے۔ اور
 وہ نماز بارہ رکعت سے ہر رکعت میں سورہ اخلاص بعد فاتحہ تین تین بار پڑھے۔ اور
 دو دو رکعت کی نیت باندھے۔ بعد ادا فی نماز تہجد صبح صادق تک مشغول یا مشغول اور
 اذکار اور مراقبات وغیرہ کے جو پیر سے پہونچے ہوں قایم رہے۔ **فصل**۔ اب
 ایدوست یہاں سے چند کتاب اسی راہ کی اذکار اور مشغول وغیرہ سے کہ جس کی
 پیر برتنے سے استعداد باطنی جلیہ بیدار میں موجود بالفعل ہو جاتی ہے اور مشاہدہ
 تجلیات ربانی اور ادراک اور معاینہ علم باطنی کا جوئے لکھا ہے لکھے جاتے ہیں ایست
 چاہتا چاہے کہ اس راہ کی کتاب سے مقدم اور اصل الاصول سب کتبوں کا پیشا
 برزخ پہنچے گا ہے چنانچہ اس سب سے اس کتب کو سب کتاب پر مقدم کر کے لکھا
 ہوں کہ بعد تکمیل ارادات و عقیدت اور محبت پیر کی یا دہر شد سے ہر دم اور ہر لحظہ قلب
 غافل نہ رہے اور ذکر شیخ سے زبان آستین رکھے۔ یعنی اکثر اوقات تذکرہ اوستا
 بزرگ حمیدہ زبان سے کیا کرے۔ اور بعد از دوام ان امور کے مرید مہروری دل سے

پیر کے آگے موجود ہو سائے مرشد کے دوزانو پہلے کہ ختم و اگر کے صوات مرشد کو دیکھ
 اور یہ تخیل کرے کہ قلب میرا جو محور فیضان الہی اور نورانیان اور عرفان سے ہے
 اور وہ نیچے قلب مرشد میرے لب لباب ملا ہوا ہے اور جو فیضان الہی اور انوار
 عرفانی اللہ تعالیٰ کے طرف سے سلسلہ بہ سلسلہ اور پیر و مکی اور ادرار طیبہ کے ذریعہ
 سے قلب مرشد سے میرے عین پہونچتے ہیں سو وہ فیضان اور انوار مرشد کے قلب
 کے وسیلہ سے میرے قلب میں جو نیچے قلب مرشد کے ملا ہوا ہے فایز ہوتے ہیں اور
 اوس کی برکت سے قلب میرے میں محبت یا خدا کی پیدا ہوتی ہے اور سیما ہی دل میرے
 کی دور ہوتی ہے اور یقین دل میرے کا راہ ہوتا ہے اور تعلقات دینی اور دسواوش
 شیطانی اور حواس نفسانی دل سے دور ہوتے ہیں اور قلب تصفیر اور تذکیہ پاتا ہے
 اور سوائے خدا تعالیٰ کے سب طرف سے بے تعلقی ہوتی جاتی ہے۔ اس طرح سے
 چوکا بیٹھا ہوا یہ تخیل جای رہے۔ اور اگر ظاہر سے طرف پیر کے صورت دیکھتا رہے
 اور یہ تصور برزخ شیخ کا جایز ہے۔ اور اوس میں کچھ شرک نہیں ہے۔ اس سبب
 کہ شرک عبارت اوس سے ہے کہ جو ذات اور صفات اللہ تعالیٰ میں کوئی شے مثل
 اوس کے شریک کیا ہے تو یہ بات بیان نہیں ہے۔ محض مرکب اور اوس کے قلب ایک
 آکر واسطے ان فیوض الہی کے سمجھتے ہیں اور یہاں پر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ جو تقریر دربارہ جواز استدرا من الادواح والاحیاء جدا گانہ لکھی ہے۔
 اوسے بھی جواز برزخ شیخ مکتھا ہے اور سوائے اوس کے اور کتب معتبرہ علم سلف صالحین سے
 ہے جو علم سلوک میں جواز تصور برزخ شیخ کا مکتھا ہے۔ جس کو حاجت ہو دیکھ لیں
 اس مختصر میں کچھ لکھتے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی برزخ جو بیان ہوا اس وقت
 کرنا چاہئے کہ جب پیر سائے موجود ہوا اور اگر مرشد غائب ہوا اس جہان سے
 گذر گیا تو اس وقت برزخ شیخ باند بنے کا دوسرا طریقہ ہے وہ یہ کہ بعد از مرگ ہوا
 مذکورہ بالا کے تنہا مکان میں بیٹھ کر دوزانو پہلے کہ عین بن کر کے اور جو صوات پیر
 کی اس کے خیال میں مقبوض ہے تخیل کرے کہ وہ صورت مرشد میرے کے مقابل میرے
 موجود ہے پس اوس صورت کو خیال میں گانٹے یا بھونکی کہ تکلیفیں موجود اوس کا
 قائم کر لے اور یہ تصور اور عقیدہ مکرر ہے کہ وہ صورت اور حاضر اور ناظر اور دانا

ہے اور شرط بیٹھا ہے
 میں اس امر پہ ہے کہ میں
 لی جی ہے کہ کوئی علم
 ماضی ترین سب علم
 بنے اور وہ پیر رہا
 سراط مستقیم سے تہم
 ریت مصطفویٰ چہ در انوار
 نا وجہ کہ طہارت طہار
 سے ادا کرے اس مرتبہ
 لی لازم رکب۔ اگر اس
 رات روزہ کی باعث کس
 شرت منام اور غفلت و
 قیام ثلث آخرت ہے
 اور ناز تجدد پڑے۔ اور
 متن میں بار پڑے۔ اور
 تنگ مشغول یا شغالی اور
 اہم رہے۔ فصل
 نفعان وغیرہ سے کہ میں
 ہو جاتی ہے اور شاہ
 ہے لکھ جانے میں
 الاصل سب کسوں کا
 کتاب پر مقدم کر کے
 ند سے ہر دم اور ہر
 شراذات مذکورہ اور
 کے مرید حضور صلی

اور عالم ہر وقت اور ہر حال میں ہے اور بے کلام اور واسطہ کے بھونٹا نظر ہے اور
 حال چارے سے بے سبب اور وسیلہ واقف اور آگاہی کیونکہ یہ شرک محض ہے
 ایسا تصور غیر خدا تعالیٰ کے اور کولایق نہیں ہے۔ میں بعد یعنی تخیل کر لیتے ہیں
 صورت کے یہ تصور کرے کہ میرے قلب اوس کے قلب سے ملتا ہے اور مرشد کے
 قلب میں جو انوار اور فیضان آہلی کے بذریعہ اور ارواح مرشدان کے جائز
 جائز ہوتے ہیں وہ میرے قلب میں پہنچتے ہیں اور قلب میرا بہرکت اون
 فیوض کے صاف کدورت نقصانی اور ہوا جس شیطانی سے ہوتا ہے۔ اور
 از دیا محبت الہی اور بے تعلق باسویات الہ سے اوس میں پیدا ہوتے ہیں
 مگر جعفر کہ واسطہ اللہ کے ہے **فصل**۔ ایدوست اس صورت شیخ کو اتنا
 جاکہ خیال میں سے صورت غائب نہ ہوئے پاؤں جب غائب ہو جائے کہ یہ
 خیال میں جالیوے اور جب اوس دریں برزخ شیخ کو بیت کریگا۔ اور خوب اس
 میں متوجہ ہو کر مدامت اختیار کریگا۔ تو بہرکت اون فیضان الہی کے جو اس
 قلب میں آویں گے اور مرشد کی توجہ کامل پڑے گی۔ اوسوقت آئینہ قلب کا لوشات
 زمینی سے صاف ہو جائیگا۔ اور وہ استعداد باطنی موجود بالفعل ہو جاوے گی۔
 اور اوس کے ذریعے سے ادراک عالم باطنی کا ہونے لگیگا۔ اور تجلیات زبانی اور
 مشاہدہ جمال الہی سے فائدہ اور ہتفادہ حاصل ہوگا۔ اور وہ صورت مرشد کی جو
 اوس نے خیال میں جمائی تھی۔ وہ بذریعہ تو اسے اور جو اس باطنی کے بصیر باطنی
 کے وسیلہ سے خیال سے جدا ہو کر ایک متحدہ کیفیت کے ساتھ شائدہ ہونے لگیگا۔
 گویا اس طرح ہر کہ عینی ظاہر میں اکبر کہہ لے ہوئے دیکھتا ہو۔ اور جب وہ صورت
 اس طور سے مکتوف ہو جاوے تو یہ ہر اوس وقت اپنی صورت کو مثل صورت شیخ
 تصور کرنا شروع کرے۔ یعنی تصور کیا کرے کہ میں خود بصورت پیرا ہے کے
 ہوں اور ذات میری شیخ میں فانی ہے اور اس تصور کو بھی خوب چاؤ ہے۔ یہاں تک
 کہ اپنی ہی صورت مشابہ صورت پیر کے مشاہدہ ہونے لگے اور یہ فرق درمیان ہر اور
 طالب کے باقی رہے۔ تاکہ تہذیب فانی فی الشیخ صورت حاصل ہو۔ اور ان صورتوں کو
 جو نظر باطن میں مشاہدہ ہوتے ہیں صورت میں مثالی کہتے ہیں۔ یعنی عالم مثالی میں سے

میں جو درمیان عالم ظاہری اور باطنی کے واقع ہے اگر انجملہ صورت شیخ اور سالک جو کشف
 ہوئے ہیں یہی صورت ظاہری جسمانی سے علاوہ نہیں رہتے ہیں۔ بلکہ ارواح مجردہ سے
 شمار کیجاتے ہیں۔ اور اس قدر درزش برزخ شیخ کا گناہ ہے کہ گویا جسے خبر تر ہے۔
 جز اس تصور شیخ کے اور اپنے دل کو اس قدر اس عالم سے ربط دیوے کہ اس عالم
 سے بے خبر ہو جاوے اور جس قدر اس عالم سے بے خبر ہو دیگا اسی قدر وہ عالم
 مکشوف ہوتا جاوے گا۔ اور وہ استعداد باطنی موجود بالفعل ہو کر ترقی پکڑے گا۔
فصل ایدوست جس وقت وہ استعداد باطنی علم کی مدد تو اسے اور حواس باطنی
 کی کھلنا شروع ہو دیگی۔ تو اول سب سے بصر باطنی جو ایک حواس ہے علم باطنی میں سے
 کھلے گی۔ یہ روشنی ایسی ہوگی جیسے ہم نے لطیف چہارم میں لکھے ہے۔ یعنی روشنی
 سپید صبح صادق کی مانند پیدا ہو کر پہلینا شروع ہوگی طالب کو یہ روشنی دن سے
 بھی زیادہ معلوم ہونے لگی۔ اور اشراق قلب ایسی سے عبارت ہے۔ اور بصر
 باطنی سے طالب کو تمام جسم درونی و بیرونی دیکھائی دے گا۔ اس طرح پر کہ جیسا کہ
 ظاہری سے دیکھتا ہے بعد اس کے جو صورت شیخ حتمی جو خیالی میں جاسے ہے۔
 اس وقت میں بہت اچھے کیفیت کے ساتھ معلوم ہوگی۔ بلکہ جو صورت طالب کی صورت
 مرشد کی ہو کر مشاہدہ ہونے لگی گی۔ اور جو اتوار کہ مرشد کے قلب سے اپنے قلب پر فائز
 ہوتے تھے وہ اب مثل فوارہ نور کے باشعار آفتاب کے بالیم سحری وغیرہ کے ہو جاتے
 ہوئے معلوم ہو ویں گے اور قلب طالب کا نیچے قلب مرشد کے لب لباب ملنا نظر آئے گی۔
 بعد ازاں نوع بنوع رنگ رنگ کے اتوار ظاہر ہونگے۔ مگر ایدوست وہ اتوار یعنی نور کے
 ابتدا میں چمک چمک کر غائب ہو جایا کرینگے۔ مگر جس وقت اس درخش برزخ شیخ میں
 زیادہ ربط کیا جاوے گا۔ تو اس وقت وہ اتوار ظاہر ہو کر ٹھہرا کرینگے۔ مگر اندک ٹھہر کر
 چمک چمک کر غائب ہو جائیگا۔ اول نوبت کے اظہار کو لواضع اور لواحد کہتے ہیں۔ اور دوسری نوبت
 کے اظہار کو لواحد کہتے ہیں۔ یہ چاند حدت کے بعد جب یہ تصور برزخ کا حجب ہٹا کر
 جایا گیا تو اس وقت غائب ہو جاتا۔ اور اتوار و لٹکا متوقف ہو جایا گیا اور ہر وقت تجلی
 تجلی ہوگی۔ **فصل** ایدوست جو اتوار کے صفت اور صورت برق لواضع اور لواحد
 کے ظاہر ہووین وہ برکت و ضواء و غار سے ہو ویں گے۔ اور جو اتوار کے بصورت

کے بکونظاہر ہے اور
 ہو کر یہ شرک محض ہے
 یعنی تجلی کر لینے
 سے ظاہر اور درخش
 ح مرشد دن کے ظاہر
 میرا برکت اور
 اسے ہوتا ہے۔ اور
 میں پیدا ہونے میں
 بصورت شیخ نکالتا
 سب ہو جایا کرے
 رنگ۔ اور خوب اس
 ن الہی کے حواس
 آئینہ قلب کا لکھنا
 فعل ہو جاوے گی۔
 اور تجلیات زمانہ اور
 بصورت مرشد کی جو
 طنی کے بصر باطنی
 شادہ ہوئے ہوں گے۔
 و جب وہ صورت
 نہ کوئی صورت شیخ
 ورتہ پیرا ہے کہ
 عاویہ۔ یہاں تک
 فرق درمیان برادر
 اور ان صورتوں کو
 ن عالم مثالی میں سے

چرخ اور شمع اور شعل اور قندیل کے مانند ظاہر ہو وین وہ نور ولایت
 شیخ یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو دینگے۔ اور جو انوار کے
 بہ شکل علامات مثل کو اکب اور ماہ اور شمس کے ظاہر ہو وین وہ انوار و احاطہ
 کے ہو دینگے۔ اور جو انوار سفید منوڈ ہے راست سے ظاہر معلوم ہووے
 وہ نور کو اما کا تباہین کا ہوگا۔ اور جو نور کے سمت راست سے ظاہر ہووے
 اور منوڈ ہے راست سے علیحدہ ہووے وہ نور مرشد کا ہوگا کہ جو رفیق راہ باطن
 کا ہے۔ اور جو نور سمت قبلہ سے ظاہر ہووے۔ وہ نور پر فتوح حضرت رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا کہ جو رہنمائے سالک کا راہ ظاہر اور باطن میں ہے
 اور جو نور منوڈ ہے چپ سے ظاہر ہووے وہ نور اولیٰ علیہ السلام کا ہوگا
 جو کہ اعمال پر لکھا کرتے ہیں۔ اور جو نور سمت چپ سے ہے اخصال تکفیل پسند
 ظاہر ہوا۔ اور ظہور اوس کے سے خاطر کہ درشت معلوم ہووے وہ نور
 ابلیس لعین کا ہوگا۔ چاہئے کہ اوپر لاجل پر پہنچے تاکہ وہ غائب ہو جاوے۔
 اور جو انوار کے بلا جہت اور طرف سے ظاہر ہووے اور بعد غائب ہو جائے اور
 نور کے حضوری اور فرقت قلب کو حاصل ہووے وہ نور حضرت صمدیت کا ہوگا اور
 جو نور کہ سینہ سے اور ناف سے بزرگ آتش یا دود کے ظاہر ہووے وہ نور خناس کا
 ہوگا۔ اور جو نور سفید زردی یا لیل مثل باہتاب کے دل سے ظاہر ہووے وہ نور دل کا
 ہوگا۔ اور جو نور سفید شفاف مثل آفتاب کے دل سے ظاہر ہووے وہ نور
 روح کا ہوگا کہ دل میں متجلی ہے۔ اور نور قلب اسی سے روشن ہے۔
فصل۔ ابدوست اسباب پر وہ صورت مرشد کی جو کشوف ہوئی ہے رفتہ رفتہ
 سے منظم ہو دینگی۔ اور طالب کو کلام اور کما سنائی دینگا۔ یہ پیام لطیفہ مقام سوی
 کبریا کے اور اوقات قوت ساحت باطنی بھی کھل جا دینگی۔ اور سالک جو زبان
 حال سے یعنی زبان قلب سے کہ عبارت لفظ باطنی نیک اور جملہ قوائے اور خواہش
 باطنی سالک پر کھل جا دینگے۔ اور وہ صورت سالک کو اس راہ میں معین اور
 مددگار ہوگی۔ اور جمیع حالات اس راہ سے مطلع کرے گی۔ اور سالک اس راہ کا
 باسانی ملے کر دینگا۔ اور تاجی مقامات سے خبردار کر دینگا۔

تیسرا باب

ناسوت ملکوت لاہوت جبروت معبر بنخ شیخ

اسے دوست مقام ناسوت مراد عالم ظاہری ہے اور ملکوت اور جبروت اور لاہوت طالب پر اس صورت کے
 اور بعد و قودہ و ذکر بالنی کے مشرف ہو دیکھئے اور عالم ناسوت کو عالم ظاہر کہتے ہیں اس کے نام اور یہی شکل عالم
 خلق اور عالم محسوس اور عالم شہادت اور عالم صوات جو ارواح عالم مہیاری اور عالم دنیا و چیز کے ہیں
 اور کمال لذت اس عالم میں ہے اور نہایت مرتبہ نزل کا حضرت صمدیت سے اس عالم کو ہے۔ اگرچہ یہ عالم
 طالب پر وسیلہ عالم ظاہری اور جو اسے اس کے سے جو محض اس کے واسطے ہے۔ مشرف ہے۔
 اور اکثر کیفیات اس عالم ظاہری سے اس کا مکمل طبع ہے۔ قدرت معلول بالفضل اس عالم بالنی کے وسیلہ
 تو اسے اور جو اس بالنی کے بواسطہ صورت مثالی شیخ کے زیادہ تر یہ عالم سالک پر مشرف ہو دیکھا۔
 اور کل کیفیات و صفات اس عالم سے کہ جہاں ظاہر سالک بہین ہو چکا ہے۔ نکلے ظاہر ہو چکا ہے۔
 ہوا کہ اوکا مقبرہ ہے۔ موصوفاتین اور تفریح ظاہری اپنے کے بخوبی مطلع ہو گیا۔ اور معانیہ اس صورت
 روح مرشد کی ہے۔ اور ارواح کل داخل ملکوت میں مگر جو کہ واسطے کشف ملکوت کی یہ صورت ایک الہ اور
 واسطے ہے۔ اس سبب سے اس کو ملکوت سے جدا کر کے عالم مثال میں شمار کیا ہے۔ فصل اردو
 حب بواسطہ اس صورت کے عالم ناسوت سے سالک فارغ ہو چکا اور کل حالات اور صفات اس کے
 بخوبی مطلع ہو گیا مگر یہ بواسطہ اس صورت کے طالب پر عالم ملکوت و جبروت عالم ارواح اور عالم محسوس
 اور عالم ظہری اور عالم غیب اور عالم جبر اور عالم جبروت اور عالم ملکوت اور عالم باطن اور عالم معنی اور عالم
 روح اور عالم طہیف اور عالم خواب اور عالم آخرت ہی کہتے ہیں اور یہ عالم ناسوت کہ ہے۔ اور عالم
 ناسوت جو اس عالم کا ہے اور یہ عالم مثال کے ہے اور عالم ناسوت مثال تن کے ہے اور صورت
 معلوم فرمائی ہے۔ اور صورت ملکوتی جو اصل صورت ناسوت کی ہے فانی نہیں ہے۔ اور یہ صورت
 کی ہے جو عالم مثال میں محدود کی ہے اور صورت تھمکہ روح مرشد کی ہے صورت ظاہر ہے

ظاہر ہو دین و اور اور
 ہو دیکھئے۔ اور جو
 نے ظاہر ہو دین و اور
 سے ظاہر ہو دین و اور
 ت رات سے ظاہر ہو
 کا ہو گا کہ جو دین و اور
 پر فتوح حضرت اس
 راہ ظاہر اور باطنی
 وہ خود اور ملکوت
 سے سبب اتصال کشف
 است معلوم ہو دین و اور
 کہ وہ فانی ہو دین و اور
 اور بعد فانی ہو دین و اور
 حضرت صمدیت کا ہو دین و اور
 کے ظاہر ہو دین و اور
 ل سے ظاہر ہو دین و اور
 ظاہر ہو دین و اور
 ی کے روشن ہے
 ویت ہدی ہے اور
 یہ چارم طریقہ مقام
 ن۔ اور سالک جو
 اور ملکوت اور
 واس راہ میں معنی
 اور ملکوت اس راہ
 ہو دین و اور

جسمانی اور مکی نہیں ہے پس اس سے معلوم ہو کہ ارواح مرد و حیوان و پرندہ میں کہ عالم ناسوت میں رہتے ہیں اس
 عالم ملکوت میں اور جن صورتوں میں تمثال ہو کر اپنے بدن اور صورت ظاہری کو جو زمین اور نظر میں پیدا ہوا
 باطنی کے مابین ہو سکتے ہیں۔ اور اس عالم ملکوت کے بغیر ظہر ظاہر کیے اور جسم میں کہ وہ مانند اور شاہد اس کے
 جسم ظاہری کیلئے ہوتا ہے تمثال ہو کر رہتے ہیں اور جب یہ عالم طالب پر پورا اس صورت مثالی مرشد کے
 وسیلہ حاصل اس اور نواہی باطنی سے کثرت ہو گیا۔ اور باضات ساقہ سے اس عالم میں داخل ہوا اور
 آئینہ دل کا صاف نکل آیا تو اس وقت مقام روح غالب کشف ہو گیا اور حقیقت روح اپنے سے مطلق
 ہو کر ارواح طایفہ اور وجانیات علویہ اور سفلیہ کے مراد کو اکابر اور انکار اور اضرار رعبہ وغیرہ سے
 مبرا۔ بلکہ تاجی ارواح پچھہ ہزار عالم کشف ہو گئے۔ اور صورتیں اے ارواح انبیاء اور اولیاء اور صلحا کے
 متمثال ہو کر نمودار ہو گئے اور صورت مثالی مرشد کی درخواست طالع کے صورت روح پر توجہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وصحباہ وسلم۔ اور صورت ارواح پاک اصحاب کبار اور اولیاء عالمی تقدیر این
 سلسلہ کو شاہدہ کر دیا۔ اور جو کل کر طالع بکھتا ہو گا اور اقل دن اور مکمل دن کا سوال کر لگے۔ جو حجابی
 سنے گا۔ اولیٰ قیوم دل طالع زیادہ ہو گا۔ اور عالم ملکوت میں سالک کو تسلی تمام حاصل ہو دے گی۔ اور
 جب یہ مقام حاصل کرکے کشف ہو جاوے گا تو لازم ہے کہ بعد اقل کرنے محبت اور اداوت اور عقیدت
 سات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر اوقات مثل تصویر برتنہ رخ کے واسطہ صورت مثالی۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معنی اس صورت کے واسطہ سے جو طالب کو اس مقام ملکوت میں کشف
 ہو کر یقینان اندک کرے۔ اور اس قدر اسمین ہی بطور گذشتہ صرف بہت کر کے ترقی پکارتے کہانی زمانہ
 کرات پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر کرے۔ تاکہ مزید بقا فی الرسول کا حاصل ہو
 اور لازم ہے کہ چند روز خوب طالب اصل مقام میں مشغول رہے تو حقیقت اس عالم سے بخوبی مطلع ہو گا
 اور اس مقام سے طالب کشف اور کرات پر تیار ہو جاتا ہے۔ بلکہ طالع ہی امر کیسیں ہو کر اور ملکوت
 اور مقامات سے محروم رہتا ہے اور اسی کے سوا کشف کے کتب کو عروج اور مقامات سے اور کتب
 پس طالب کو لازم ہے کہ چند مدت بہمن خوب سیر کر کے آگے کو بروج کرے اور باقی کتب انشاء
 خود اس کشف اس عالم ملکوتی کے مخصوص ہیں۔ پھر آئینہ کے کشف اسے مدت بعد اس کے
 بعد اور اس صورت مرشد کے اور واسطہ قوی اور حواس باطنی کی کثرت ریاضت سے عالم چرتا
 سالک پر کشف ہو دے گا۔ اور اس عالم کو موجود بالقہور اور عالم حکمت اور عالم باحیات اور عالم
 سکینتہ اور عالم باطنی باطن اور عالم غیب غیب اور عالم مہنی مہنی اور عالم حدیث اور عالم حقیقت

اور عالم ارام اور عالم تمکین اور عالم بے نفس اور عالم روح اور عالم آسمان و صفات ربانی کہتے ہیں۔ اور حضرت
 جبرئیل علیہ السلام علیہ السلام جو کیفیت اس عالم کی کہی ہے وہ یہ ہے جو کہ کہ عالم ناموس اور ملکوت میں
 اور اک معاینہ کیا جاوے وہ اس عالم جبروت میں اور اک اور معاینہ میں نہ اوکے۔ اور حالت محویت
 اسطور سے ہووے کہ ارام پر ارام اور دل جمعی پر دل جمعی پیدا ہووے۔ اور جبر جسے کہ طالع کوئی ہے
 ناموس اور ملکوت کے چارہ نہیں ہے۔ اسطرچ بے سطر اس عالم جبروت کے بھی چارہ نہیں ہے اور
 اس عالم جبروت کی کیفیت اس مثال سے سمجھنا چاہئے کہ جب آدمی اہل دنیا میں سے سو جاوے اور
 کوئی شے ناموسی اور ملکوتی حالت خدائی میں مشاہدہ نہ ہو اور بے ارام نام کرار ہے اور جب وہ پیدا ہووے
 جو کہ تو یوں کہے کہ لوح خوب ہی و طبعی اور ارام سے غینہ کی۔ کہ مطلق کچھ نہ گناہ اور اندیشہ معلوم نہ ہو اور
 بلکہ کوئی خواب ہی نہ دیکھی کہ کہیں کوئی نئی ناموسی ملکوتی معلوم ہوتی پس یہ مقام جبروت اس شخص کی
 ہے اور اسی کیفیت پر عالم جبروت کی کیفیت کو قیاس کر لو۔ اور اسی طرح جو لوگ کلام اربعہ ہویں
 اور گاہ میں اہل اربعہ ہویں۔ اور رقیات کے واقعات میں کوئی شے ناموسی یا ملکوتی نہ دیکھیں اور نہ
 کوئی خطہ ناموسی اور ملکوتی اور ان کے دل میں نہ گزرے اور بے اندیشہ اور بے فکر بیٹھے رہیں اور
 ایک لذت سکون اور آرام دلجمعی اور خط اور لطیف کی عجب اور غیب اپنے میں یا دین پس یہ مقام
 جبروت کا اونکے واسطے ہے اور اس مقام میں ہو جو کہ صفات اللہ جل جلالہ کی سارا کہیں کہتے
 ہیں اور وقت طالب کی صفات شہری اسکی مغلوب بلکہ فنا ہو جاتے ہیں اور صفات الہی غائب
 ہو کر باقی رہ جاتے ہیں اور مر تہذا فی الصفات کو پہنچتا ہے یعنی جمیع صفات طالب کی صفات الہی
 میں فنا ہو جاتے ہیں۔ پس طالب کو لا رہے کہ جب اس مقام پر پہنچے تو اسقدر اس میں متفق
 ہو کر ہو جو کہ کہے کہ بالکل صفات اپنی صفات الہی میں فنا کر دے۔ اور جمیع صفات اپنے کو
 لسانیاً سمجھ کر میں صفات الہی جاتے اور اسقدر برزخ شمع میں تصور کو برتاوے کہ تصور مجازی
 تصور حقیقی ہو جاوے کہ کہ حریف فی الصفات حقیقی کا لجاوے اور فرق اور میان کشف ہونے مقام
 جبروت پر بلکہ اور اہل دنیا کی یہ ہے کہ اگر اللہ کو کشف مقام جبروت میں اختیار ہے کہ جب وہ اس
 طریق اور تہ سے مدق بھوین نوراً وہ تمام کو کو بدرجہ اولی کشف ہو جاوے گا کہ کلمات اور دنیا
 کہ کہ کشف مقام جبروت میں اختیار نہیں ہے۔ کسی اعتبارات ایسی دی خواب میں کشوف ہو جاتے
 سو وہ جس کیفیت اور لذت کے ساتھ اہل اللہ کو کہتا ہے اس کو نور سے اہل دنیا کو خواب میں کشوف
 نہیں ہوتا ہے اور جب یہ مقام جبروت سارا کہیں کہتے ریاضت سے پہل جاوے تو چاہئے کہ

چند دنا سیمین ہی خوب سیر کرے تاکہ کماحقا اس مقام سے فائدہ اٹھائے۔ **فصل** ایدوست
 بد خدا و مصورت و فانی کے اور بواسطہ قوی اور جو اس باطنی کے طالب پر تمام لامہوت مشکوف ہو گیا
 اور اس مقام کو عالم ہوت اور عالم ذات اور عالم بی رنگ اور عالم طلاق اور عالم ذات بخت اور عالم
 لامکان اور عالم اصل ہی کہتے ہیں۔ اور اس جگہ عالم و کجا ہی ہے اور تمامی عالم فرع اس کے ہیں
 اور کمال شکر اس کی عالم میں ہی کہتے ہیں۔ اور مشاہدہ جمال حضرت شاہی کا ہوتا ہے اور اس
 مقام میں وجہ طالب نامعلوم نہ ہو جاتا ہے اور وجہ الہی غالب ہو کر باقی رہ جاتا ہے اور
 جمیع افعال طالب پر افعال الہی غالب کر لیتے ہیں اور مرتبہ فانی لذات کو پہنچتا ہے یعنی ذات طالب
 کی ذات الہی میں فانی ہو جاتی ہے جس جہاں مقام ہر طالب ترقی نہ کرے تو ضرور پہنچے کہ اپنی ذات
 کو تمامی موجودات اسوئے اللہ کو ذات بخت میں فنا کر دے اور جہاں موجودات اسوئے اللہ
 وہ اپنی نفسانیا تصور کر کے ہیں موجود حقیقی الہی ہوتا ہے تاکہ وہ اسوئے اللہ کی اور کجا نظر
 ظاہر و باطن طالب میں ملے اور ہو باقی رہے اور اس مقدس نفس میں ذات ہوا کے کجا حقیقت
 کو پہنچے تاکہ مرتبہ فانی اور کجا ہوے اور شرح اسکی بہت اور چگونگی اس عالم سے عاجز ہیں اور دل
 جو چلے معرفت خدا کا ہے وہ ہی اور کجا تمام و کمال بہت اس عالم سے مقصود ہے اور کوئی بشر اور
 کوئی ملک بہت کو اس مقام کو نہیں پہنچتا ہے اور اسی مقام کے وصول سے قلب انسان کا تکمیل
 پاتا ہے اور اسی مقام میں پہنچ کر سیرانی اللہ تمام ہو کر سیرانی اللہ شروع ہو جاتی ہے کہ جسکے بعد افاق
 نامرغناک حق سحر تنگ۔ ایدوست غیر خودت میں گذارش کرتا ہے کہ محبت اور شوق حضور ہی
 مرشد کاملی و برہنہ کمال پیدا کرے اور کجا و طبیعت کا کما غفر فی وجہی ہوتا ہے اسلئے جو وقت
 بدوں حصول بہت اس پاک خوش اعتقاد و مرشد کے گذرے۔ اسکو داخل حساب علم ناجائز چاہو
 خذ الگ فضل اللہ ایدوست میں نشا ہو جو کہ نتیجہ خلاص دل شیک حاصل ہوتا ہے۔ اور چونکہ
 یاد دہ مشہور ہے اسلئے بعض ارباب کشف کلمات اور اکثر اصحاب حق پرست فوج اوقات سے
 ملاقات پیدا کرے۔ اور ذہنی خلوت میں دیکھے اور بیجا بات اس کے دل سے نہ کہے سیکو کہ ہر گز
 اس کے آدمی اس علم کے حصول سے تعلق و تعلق خلاص اللہ ہوتا ہے اور دعا نیات و ملاقات
 اسکو نصیب ہوتی ہے اسلئے کہ شرط اعمال بدین۔ اکل مال صدق مقال عفت سے عزت کہ کما
 کہ ہوتا کہ وہ ہے۔ لگو یک کہ کما معرفت اور مشہور قناعت کی پندہی تسلیم و رضا سے خورندہ و علم
 اللہ و نظم العیال و رعایت و برائی سے زبان نہ کہنا پس سر فاعل و عاملی چلنا رہے کہ حصول اللہ

صفات حسنہ سے آدمی بیشک بے شبہ فرشتہ صفت ہو جاتا ہے۔

باب چھارم

توجہ کے بیان میں

ایک دست ایسی چٹا چاہئے کہ کتابت و رزقین واسطے وصول اس راہ کے بہت بین او میں ہی ایک توجہ لینے کا خواہ مرشد سے ہو یا غیر سے احیاء سے ہو یا اہل قیور سے واسطے حصول اس طریقہ باطنی کے بہت عمدہ بہتر ہے اور اس سے جلد یہ توجہ باطنی پیدا رہیں موجود بالفعل ہو جاتی ہے اس سبب سے کہ اپنی کسب و محنت سے تاثر پذیر ہوتی ہے اور دوسرے طرف سے کہ بکویہ راہ ملے ہوگی ہو اور یہ استعداد اس میں موجود بالفعل ہو دے تو اس کی توجہ کے تصرف سے جلد تاثر پذیر ہوگی طاعت قلب کا تصفیہ ہو جاتا ہے۔ اور آئینہ یہ استعداد جلد موجود بالفعل ہو جاتی ہے خواہ مرشد ہو یا غیر ہو یہ ہے کہ مقابل اس توجہ دینے والے کو زانو یا چار زانو بیٹھ کر اور آنکھیں بند کر لے۔ اور مثل طریقہ بزرگ شیخ کے جیسا کہ بالا ذکر ہو قلب اپنے کو جمیع خطرات سے خالی کر کے اس کے قلب سے ملا کر یہ دستور گذشتہ تخیل پہونچنے پر غور کرے اپنے قلب میں کرے اور اس تخیل کو جما دے۔ چپکا بیٹھا ہے۔ اور اگر خاموشی میں خطرات باطلہ اور بن تو نقطہ لفظ اللہ سے قلب کو مشغول کر دے۔ اور وہ دوسرا توجہ دلائل والا اس طریقہ مقابل توجہ لینے والے کو زانو یا چار زانو بیٹھا اور آنکھیں بند کر کے اپنی ہمت یعنی تعہد اور ارادہ کو بالکل طرف قلب توجہ لینے والے سے متعلق کر دے یعنی یوں تخیل کرے کہ میں فیض باطنی ایسا جو میرے قلب میں پورے اور ادوار و احاطہ میں رہتا ہوں میرے موجود ہے اور آئینہ اس کے قلب میں پہونچتا ہوں اور میرا اور اس کا دل لب لب لا ہوا ہے۔ اور میرے قلب سے فیض ہو کر اس کے قلب میں بیعت اس فیض کے نور معرفت سے بہرہا ہے۔ اور قلب اس کے من برکت اس فیض میں ہو جیت اور یاد خدا پیدا ہوتی ہے اور یہ سب قلب اس محبت اور یاد خدا سے نجات دے رہے ہوتے ہیں اور مقامات کشو پاتے ہیں اور توجہ دینے والا سب خطرات سے اپنے دلوں کو توجہ دینے کے اور خالی کر دے۔ بہر حال مصروف توجہ لینے والے کی طرف ہوا کے خیال رہے۔ اگر خطرات

فصل ایداد
لا ہوت کشو
لغات بحث اور
فرع اس کے
ہوتا ہے اور اس
باقی رہ جاتا ہے
ہے یعنی ذات طالع
ورہ کے لئے ذات
ت اس واسطے کہ
جہاں الی و دیگر طالع
ہو دے کہ اگر
سے عاجز ہیں طالع
صاف کوئی نہ ہو
قلب شان کا
ہا کر کہ جسے
و روشنی خدا کا
اس طرح وقت
یہ طالع عاجز نہ ہو
ہوتا ہے اور اس
حق ذات کے
بیکر کہ خدا
حالیات کو ذات
سے مراتب کو
سے خوشی کی
ہے کہ حصول

ناقص توجہ دینے والے ایک دل میں رہے وہ خطرات طالب کی نقصان دیوینگے۔ کیونکہ طالب کا دل خطرہ
 سے بہرہ ور ہوگا جیسی خطرات طالب کے دل میں آویں گے ویسا طالب سے غور ہوگا شیخ کو لازم ہے کہ
 کہ بعد انتقال فیضان کے اپنے قلب کے طرف قلب توجہ دینے والے کی بخشش شروع و خضوع نام اللہ سے
 دعا کرے۔ اور ارواح طیبہ اسلاف کرم یعنی ارواح پیران سلسلہ اپنے سے مدد چاہے۔ حال میں اور
 مال میں اور اپنے قوی باطنی سے قلب کو اپنے طرف کھینچے۔ اور بوقت توجہ دینے کے تنفس پر زور
 لیوے یعنی جبکہ سانس کا بجانب اسطلاح خیالی انتقال فیضان کے بقوۃ دیوے تاکہ توجہ زیادہ اور قوی
 طالب پر پڑے اور فیضان زیادہ اور کثرت منتقل ہو۔ اور اگر توجہ قوی اور زیادہ دنیا منظور نہ ہو تو
 جبکہ سانس کا بقوۃ نہ دیوے۔ صرف تخیل سے جیسا ذکر ہوا توجہ دنیا کافی ہے۔ اسی طرح طالب اپنے زمانہ
 توجہ بدلیا کرے۔ پس اس طریق سے اگر توجہ دینے والا طالب ہوگا تو فیض باطنی طالب کے قلب میں
 موانع اور سکی استعداد کے آنے لگیگا۔ اور جب وہ فیض باطنی آنا شروع ہوگا تو اول قلب کے حرارت
 پہونچے گی۔ اور ایک نوع کی خوشی اور نشاط اور فرحت ایسی قلب میں پیدا ہوگی کہ دل ہی چاہے گی۔
 کہ اسی طرح توجہ جیتی رہے اور باقی وہ بھی کیغین پیدا ہونا شروع ہووینگے جو بزرگ شیخ میں میان ہوئیں
 اور استعداد باطنی موجود بالفعل ہو کہ آئینہ قلب توجہ لینے والے کا ایسا صاف ہو جاوے گا کہ وہیں ہر حال
 ملک اور ملکوت اور جہنم اور لاہوت کا ہونے لگیگا۔ اور اگر توجہ دینے والا نسبت ناہوگا
 توجہ دہی سے منتقل نہ ہوگا۔ اور بلکہ قلب پر سلطان پیدا ہوگا چنانچہ یہ طریقہ توجہ دینے کا حضرت
 نقشبندؒ توجہ دہی و محکم تہ تعلیم جمعین میں ہے اس طریق پر جو بیان ہوا بہت جاری ہے گویا اس
 طریق سے اوکو تصفیہ باطنی میں ایک نوعی صحت ہے **فائدہ** اسے دوست چشم فراز کہے ہی
 توجہ دیجانی ہے۔ طریق اور اسکا بعینہ یہی ہے مرن آسافر ہے کہ طالب اور مطلوب یعنی توجہ دینے والا
 اور توجہ لینے والا مقابل ایک دوسرے کے دوڑا تو یا چہارزا تو بیشک طرف صورت ایک دوسرے کے
 چشم فراز کے دیکھیں اور حتی المقدور ایک ناما رین اور صورت لاچار رہی ملک مار لیا کریں۔ اور
 پیر بیکر متوجہ ہو کر دیکھا کریں۔ اور باقی ترکیب اللہ سے قلب اور انتقال فیضان اور لینے فیضان
 کے خیال میں جو بالا مذکور ہوا ہے۔ دستور رہے یہ طریق اور اسکے عمل میں لاوے۔ چنانچہ یہ طریق بھی
 نقشبندی ہے **فصل**۔ ایدوست توجہ کی نین لہم میں۔ اول اصلاحی۔ دوسرا القاء۔ سوم الحاکم
 توجہ اصلاحی اسی سے عبارت ہے کہ اول قلب طالب کو سالک اپنی جہت ہوا جس فیضانی اور
 دوسرا وسیطانی سے تصفیہ کرے اور جب خطرات شیطانی اور اخلاقیات و دنیوی اور کدورت

نفسانی کو اوس قلب سے سلب کر لے تا کہ طرفہ اوس کا مستعد تھا فی فیضان کا ہو جاوے۔ اور افعال و سمیعہ
 اوس کے مبدل ہو کر آئینہ دل اوس کا صنف نکل آوے اور دوسری توحید القاسمے وہ عبارت ہے کہ
 القاسم فیضان سے ہے یعنی فیضان کو اپنی ہمت سے اوس کے دل میں پہونچا دے تا کہ دل اور کا متوا
 بنو معرفت ہو جاوے۔ اور تیسرے توجہ اتحادی وہ عبارت ہے کہ طالب کو اپنی ہمت سے صورت
 اور معنی اپنے بنائے کیونکہ کسی نوع ظاہر اور باطن اوس کے میں اپنے سے فرق نہ ہو بیان ممکن
 صورت ظاہری جسمانی اوس کی مثل صورت ظاہری جسمانی اپنے کے مبدل ہو جاوے۔ **فائدہ** اور ان
 تینوں اقسام توجہ میں فرق صرف تبدیل ہمت کا ہے یعنی ہر ایک قسم میں اپنی ہمت کو موافق اوس کے
 بد کر توجہ دیکر سے مثلاً اتم اصلاحی میں واسطے اصلاح قلب طالب کی ہمت باندھا کرے۔ اور افعال
 میں واسطے افعال فی فیضان کے قلب طالب میں ہمت متعلق کیا کرے اور اتحادی میں واسطے متحد ہو جا
 طالب کے صورت اور معنی اپنے سے مطمئن کیا کرے۔ **فصل** ابدوست طریق توجہ لینے کا اہل توجہ
 سے خواہ مرشد ہو خواہ غیر ہو کہ قیل کو ثبت دیکھنے طرف قہریت کے ہند اپنا مقابل سینہ ہمت
 کر کے دوزا نو یا چار زانو یا چار ٹہنیں بند کر کے اپنے دل کو جمع خطر سے خالی کر کے یہ تحلیل
 کر کے کہ دل میرا پیچھے روح اس ہمت کے جو شکل آفتاب درخشاں لاہوا ہے اور جو فیضان الہی
 اور برکات اوس روح کو حاصل ہیں وہ بدریچہ اس روح کے قلب میں مثل فوارہ نوری
 شعل آفتاب یا قاطر امطار یا نسیم سحری وغیرہ کے ہو جیتی ہیں اور قلب میر کو برکت اور فیض
 کے کدورت و بنوی و سادس نفسانی اور حواس فیضانی سے صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور
 محبت یا خدا کی قلب میں سماتی ہے اور یہ روح واسطہ ہے۔ پہونچنے اور فیض الہی اور
 برکات کی محض سے ایک کہ اور واسطہ ناسد عینک کے ہے کہ جیسا برزخ شمع میں ذکر ہوا۔ اور یہ
 تحلیل کر کے چپکا بیٹھا رہے اور اگر خاموش رہے پس خطرات لغو اور باطل زیادہ آویں تو اوس
 وقت لفظ افسوس سے قلب کو شعل کرے۔ اور اس تحلیل میں ایسا غرق ہو جاوے کہ کسی چیز کو نہ سمجھ
 جرات کے اور اوس طرح بیٹھا رہے جتنا کہ جی چاہے اور وسیع ہمت کرے۔ جب چند روز
 اسی طرح چرک رہے اور وہ ارواح باغیت ہوگی تو فیضان اور برکات اوس میں تعقل ہو کر اس کے
 قلب پر جاری ہووے گا اور ملک و اقیان مثل توجہ دے آفتاب کے پائے جاوے گا۔ پس اگر وہ روح
 نسبت فارسی سے کہتی ہوگی تو اوس کے فیضان سے دوسرے گلاب پیدا ہوگی اور عروج و بارہ
 پرواز کرنا روح کا حاصل ہوگا۔ اور اعلیٰ مقام اوس روح کا ہوگا اور انوار کشود ہوگی۔

یونکہ طالب کا دل
 غور ہو گا شیخ کو
 رخصتی نام افسوس
 و جاوے۔ حال میں
 کے نفس پر دور
 تا کہ توجہ زیادہ
 رہ دنیا منظور نہ ہو
 سہی طرح طالب
 نا طالب کے قلب
 تا تو دل قلب کو
 کی کہ دل ہی چاہی
 ہشتین بدن ہو
 باوینک و دین
 ینے والا بالنبی
 دوسرے کا حضرت
 جاری ہے گویا
 ست چشم قرآن کے
 مطلوب اپنی توجہ
 تا ایک دوسرے
 نہ لیا کر نہ
 ان اور فیض فیضان
 چنانچہ یہ طریق
 را القاسم روح
 جس نفسانی اور
 ہی اور کدورت

اور اگر وہ روح نسبت چشتی سے فیضان ہوگی تو فیضان اوسکے سے ہوتے کہ اب محسوس ہو دیکھی اور ذوق
 اور شوق پایا جاوے گا۔ اور قلب پر حشرات ہو گئی اور آہ نعرہ سرزد ہو جائے گا۔ اور کہی گئے اور کہی خندا
 کی آواز آئے گی۔ اور اگر اوس روح کو نسبت شہروردی حاصل ہوگی تو کیفیت محویت اوس سے
 ظاہر ہوگا۔ اور اگر اوس روح کو نسبت شہروردی حاصل ہوگی تو کیفیت محویت اوس سے
 میں نسبت تقدیر سے تعلق ہوگا۔ اور کیفیت اوسکی اور میان تقدیر اور چشتی کے پائی جاوے گی اور
 اگر اوس روح کو نسبت فردوسی سے علاقہ ہوگا تو فیضان اوسکا باریک خفیف مثل بارش کے پایا
 جاوے گا۔ اگر اوس روح میں نسبت جذب کی ہو گئی تو علاوہ کثرت فیضان اور برکات کے منگی
 بہت جسم میں محسوس ہو گئی۔ اور ایسے قیاس پر فیضان مزارات اولیاء اللہ کا تصور کرنا چاہئے
 اور درمیان نسبت فیضان انبیاء کے بھی امتیاز ہے۔ اور اگر اوس روح نسبت ذکر ہے تو فیضان
 اور برکات اوس سے منتقل نہ ہوئے مگر وہی بات پیدا ہوگی جو سابق توجہ احیاء کے بیان میں
 مذکور ہوئی۔ مگر یہ فائدہ نہیں ہے کہ جس مزار سے فیض منتقل نہ ہو وہ یا نسبت نام ہو کہ یہ ایسا ہی ہوتا
 اہل مزار یا نسبت ہوتا ہے۔ الاساک پر فیضان اوسکا نہیں ہوتا ہے اسکے بہت سے اسباب ہیں
 کہ بیان اول کا طول عمل ہے زیادہ اس سے تحقیق اسکی ہم تعلیم شدوں پر پہنچنے میں مشکلات
 طالب کو عذرا لکب اور مجاہدہ مرشدوں سے معلوم ہو جائے زیادہ اس سے حاجت تحریر کی گئی
 اور گاہے ایسا ہی ہوتا ہے کہ سوائے حصول برکات اور فیضان کے یہ شخص توجہ لینے والا اوس
 روح کو خواہ اوس سے برزخ میں حیا کہ تخیل کیا گیا تھا یا برزخ انسان میں جو شکل اوس روح کی
 حالت حیات اوس عالم ظاہری میں ہوگی یا اوسکی اپنے برزخ میں مشاہدہ کرے گا اور اوسوقت جو
 کلام اور عرض اور طلب کرے گا جو اسے ملے گا۔ اور فائدہ استفادہ دے گا۔ اور یہی طریقہ
 بعضہ ذکر کشف الروح کا ہے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ اوس میں بعد فائدہ حلیہ مذکورہ کے اول
 اکیس یا زیادہ پیر بزرگ صرف یا روح الروت کی شکل طرب مارے یا روح اشارت اللہ کی سرکوبالہ کرے
 آسمان پر پیرے متعاقب ایک جہز سیکو دور سے ضرب سے عروج اور نزول کے ساتھ دونوں
 جہز کو گویا تیار کر کے پیر بزرگوں کے قلب کو جمع خطرات سے غالی کر کے روح سے رابطہ دیتے ہیں
 بخلاف توجہ لینے کے اہل فہم کے کہ اوس میں طافان امور کا ضرور نہیں ہے جس اس طریقہ سے ہی
 کسی قسم کی روح ہونا ہومین کی یا فکر کی حکیمیت اپنے کے مشورہ ہوجاتی ہے اور دونوں
 روح میں یعنی روح ہومین اور کا فہم میں مشاہدہ میں تمیز ہو جائیگی۔ فیصل اسے دوست طریق

کشف
 ہونے پر
 کہہ کر
 اور
 پیدا
 تصور
 دہے
 غلبہ
 و ذوق
 بار
 میں

دوست
 کہے
 اور
 اور
 سنی
 کل
 جی
 اعدا

کشف ارواح کا ہے اگر کسی شخص کو اولیاء اللہ یا اپنے مان باب مرشد کی روح سے ملاقات کرنا منظور ہو تو قبل روح دوزانو ٹھیکہ لکھ کر دفعہ سبلوٹھ قدوس سب الملئکة والروح اطرح پڑھے کہ دہینی بازو کی طرف سبلوٹھ بائیں طرف قدوس آسمان کے جانب سب الملئکة اور دہین روح کی ضرب لگا کے اور توجہ مطلوب کے طرف کرے خدا کو منظور ہو تا وہ روح خواب یا بیدار میں ملاقی ہوا اور جو زیارت حضرت رسالت پناہ صلی علیہ کی منظور ہو تو صورت مثالیہ تحفرت مسلم تصور کرے اور درود شریف پڑھ کر دہینی طرف یا احمد بائیں طرف یا محمد اور ولین یا رسول اللہ خدا دفعہ کے خدا چاہے بیداری میں یا خواب میں زیارت حضور سے شرف ہوا اور دوسرا طریق کشف قبور اس طرح پر ہے اول قبر پر فاتحہ پڑھے اور دہینی جانب قبلہ کے طرف پشت کر کے قبر کے نزدیک دوزانو بیٹھے اول اکیس مرتبہ یا رب پڑھے پھر آسمان کے طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الروح کی ضرب لگا کے جب قدر ہو سکے خدا چاہے میت کا حال معلوم ہو جائیگا مثالیہ یا خواب میں۔

باتنجنہ

مرقات اشغال اذکار معہ برزخ - شیخ -

ایہ دست اب یہاں سے چند اذکار اور مرقات اور اشغال جو کشف باطن میں بہت فیض دین کے واسطے ہیں اول اذکاروں میں سے ذکر نفی اثبات چار ضربیں جو معروف بہ ذکر ہے یہ لکھا جاتا ہے اور شیخ کبار نے لکھا ہے کہ بے اس ذکر کے ساکب پر قافین اس راہ کے مشکوف میں موندے ہیں۔ طریقہ اور سکا یہ ہے کہ عربیہ اور دونوں ماتہ دونوں تافون پر کہہ لے او آکھیں مذکر کے اول معنی اس شعر کے تصور کرے۔ شمع برزخ و ذات صفات و مدد شد و تحت و فوق کا تین طاقانہ کل نفس ذوق ذوق پس معنی اس شعر کے یہ ہیں۔ مراد روح سے وہ ہی معنی ہیں جو بیان ہوئے ہیں برزخ شیخ کہ بطور سبق تصور کر لے اور مرادات سے تصور کرنا ذات واجب الوجود مراد تعالیٰ کا مقصود ہے یعنی معنی توحید کی خاطر میں لاؤسے اور مرادات سے تصور کرنا حاصل

صفات بار تعالیٰ جل جلالہ خصوصاً صفات شہدہ کا جنکو ایک شیوہ بھی کہتے ہیں وہ یہ ہیں جو وہ اور علم اور
سمیع اور علیم اور ابدات اور قدرت اور کلام مقصود ہے یعنی مفہوم ان صفات کو تخیل کرے اور
مراد سے کشش کلمہ لاپے۔ اور مراد شدہ سے انہار تشرید الا اللہ ہے اور وقت سے مراد شروع
زائوسے چپ سے پہنچنے لانا کلمہ کار ان سید ہے تک اور اس جگہ سے کبھی کلمہ کار زائوسے چپ سے
ادیر کو مؤنث ہے سید ہے تک ہے۔ اور اس جگہ ہاوا لہ کو گردن خم کر کے نیچے اور مراد فوق
یہ ہے کہ بعد کشش ہاوا لہ کے دم کو راست کر کے کلمہ الا اللہ کو مؤنث ان تشرید بقوۃ تمام مؤنث
سید ہے سے بائیں طرف نیچے اوتا کر قلب برضرب مارے۔ اس طرح سے مادہ مت کرے۔ اور اس طرح
اور دقائق باریک اس علم کے قلب پر کھل جاویں گے۔ اور مناسب ہے موجودات ماسوی اللہ
موجودہ اپنے کے اور بوقت الا اللہ کہنے کے اثبات ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا ملحوظ خاطر رکھے۔
فصل۔ ایہ دست برنخ شیخ دوسرے اذکار و نمین ذکر کشف القلب کیا جاتا ہے وہ یہ ہے
کہ پہلے بیسیۃ اور دونوں ہاتھ دونوں ناف پر رکھ لے۔ اور انہیں بند کر کے ان ینون الفاظ۔ ہا۔
ھو جی۔ کو اس طرح سے شروع کرے کہ ہا۔ کو چہرے دلچرب مارے۔ اور۔ ہو۔ کو جوہر سر پر
مارے۔ اور ہا۔ کو دلچرب مارے۔ اور پہر پہن طور ہا۔ کو دلچرب مارے اور ہو کو سر پر
مارے۔ اور جی۔ کو ناف پر ضرب مارے علیٰ ہذا القیاس چہ درپے عروج اور نزول کے ساتھ اس
ورزش کو روا کرتا ہے۔ قلب کھل جاویگا۔ **فصل** اسے دست برنخ شیخ کے ساتھ اب سائیر اہم
اسم ذات جو بطریق جامی اور طائی واسطے صفائی قلب کے مفید ہے۔ لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ
اسم مبارک۔ اللہ کو قلب علی خطہ نقری باطالی ذات قلب میں لکھا مجا تصور کرے اور اس تصور میں
چندان متفرق ہو کر مدامت کرے۔ کہ خیالی لکھا ہوا قلب پر اس طرح کشوف ہو جاوے کہ گویا
حقیقاً قلب میں لکھا ہوا ہے۔ اولیہ مذکورہ خطہ نقری جامی ہے۔ اور خطہ طائی جامی ہے۔ اول میں
حرارت کم ہے۔ اور دوسرے میں گرمی زیادہ ہے۔ پس جب اس ذریعہ کو شروع کرے۔ پہلے خطہ
شیخ سامنے لے۔ اس کے بعد فقط اللہ دلچرب نقری تصور کرے اور جب یہ خوب جم جاوے تو اس طرح
برنخ شیخ کی ساتھ فقط اللہ کو دلچرب طائی تصور کرے اگر برنخ شیخ کی ساتھ نازکے لکھے جائیں تو اسے ہر دو
کی بلکہ دیوانہ ہو جائیگا اگر برنخ شیخ بہت راسخے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت کسی نوع کا خطر نہ ہوگا
واجب اس طرح جب وقت ہو کہ جب وہ دونوں نمونہ کو قلب پر جمائے گا تو اس وقت قلب صاف ہو کر مستعد
ہو جائیگا۔ لیکن انہام زادہ اسے لکھنے اور لکھ کر ہر دو جمائیں کسی تکلیف دہی نہ ہو جائیگی۔ ورنہ

کی کہ کر لے لے گا۔ اور جب اس مراقبہ میں زیادہ متفرق ہو جائیگا تو شاید اللہ نہ ارادہ کو اس کے آدمی کو
 اکٹھے بند کر کے تباہ کر دے گا۔ اور یہ صورت خود سامنے آئیگی اس آئینہ قلب کو اتم نہادی کہتے ہیں۔
 اور جو اس مراقبہ کی مداومت زیادہ کرے گا اور سکون دینا والے معرفت والا بیننگ اور اس کے برتنے
 سے خلقت زیادہ رجوع ہوگی فقر کی مراقبہ کو قری کہتے ہیں اور طبعی مراقبہ کو شمس کہتے ہیں
 اور طبعی مراقبہ کے وقت شمس کسی شکاری نظر پر لگی وہ اتوار شمس کہلاتے ہیں۔ اگر وہ اتوار
 مریض کے اوپر ڈال دیا وین تو مریض فوراً صحت پاویگا۔ اگر دس بیس یا پچاس یا سو گدی پھر
 ساتیسے مین اور پیرشخ اپنی قوت و قوت و غیرہ کی قوت کے ساتھ سب مریضوں پر وہ شکار لے لے
 فوراً اچھے ہو جائیگا۔ ڈاکٹر ان فرنگ اور کافر و مسلم اور حکیم یونانی وغیرہ سب حیران ہو جاتے۔ اور
 یہ طالب صاحب کرامات کہلاتا ہے۔ دینا والوں سے اور سکون صحت نہ ہوگی۔ یہ سب کام پیرشخ کے
 ساتھ کیا جاتا ہے۔ ورنہ کچھ نہ ہوگا۔ پیرشخ کا خیال چلتے سوتے جاگتے پیسے زیادہ رہے۔ اور اپنے
 آئینہ کو غور کی خواہش سے عاجز و غیظانی سے پاک و صاف رکھے۔ ہر ایک چیز سے پرہیز کرے
 عورتوں سے زیادہ بائین نہ کرے۔ اور عورتوں کی زیادہ صحبت ہی اختیار نہ کرے ورنہ نقصان
 اوٹھائیگا۔ اگر کوئی مریض عورت سے ادھر لگا لگا دے اور لگا لگا کرے۔ اگر لگا لگا دے لے کے وقت
 پیرشخ کا خیال نہیں رہتا تو بیمار ہو جائیگا۔ اسکی ترکیب پیرشخ سے دریافت کر لیجئے اس مراقبہ سے بیان
 ہو جائیگا۔ اور فقر کی مراقبہ میں جو وقت متفرق ہو جائیگا تو اس وقت اتوار سفید مانند دودھ کے نظر آئے گا
 اور اس میں گرہی نہیں ہے۔ مریض کو فقر اتوار سے ہی صحت ہوگی مگر ذرا دیر سے فصل آمدوست اب
 یہاں سے چند اشغال جو کشت و باطن میں فائدہ مند ہیں اور جلد کشت و ادون کے برتے نے سے
 برتنہ پیرشخ کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ لکے جاتے ہیں اور مین سے اول شغل پاس انفاس ہے
 اور یہ شغل ام الاستغفال ہے۔ اس سبب سے کہ کج الاستغفال اس سے سحر میں اور اسی نفی ثابت
 و ضروری ہے کہ مین طریق اور سکایہ ہے کہ دوزخ و فوجا جبار و توشیحہ کہ مین بند کر کے پیرشخ
 پیرشخ کے اس شغل کو اسطر سے شروع کرے کہ دم جو اوپر آتا ہے اسے لا الہ کے اور جو دھیرے جاتا
 اور مین لا الہ کے لا الہ دم بالا کے ساتھ فائدہ سے اوٹا کر داغ تک لیجائے مین اور یہ وہاں
 سے لا الہ اتار کر قلب پر ضرب خفی مارے مین۔ اور یہ ہی درست ہے اور جب اس غل میں
 مشغول ہوئے تو وقت لا الہ کہے کہ علامہ موجودات ناموساے اللہ کو مزہ اسے فنا تصور کر کر
 اور وقت لا الہ کہنے کے ذرات واجب الوجود کو موجود سمجھے بلکہ یہ تصور بہ وقت ادبہ ان

بن جوہ اور مدار
 و خیل کے سے اور
 اسے مراد شمس
 باز اور یہ ہے
 لیجئے اور مراد شمس
 بقوت تمام ہوگا
 کرے۔ اور اگر
 اتاسوی اللہ
 لفظ خاطر رکھے
 بات ہے وہ ہے
 خون الفاظ
 کو۔ کو چہ
 اور ہو کہ مین
 کے ساتھ اس
 تہاب ساری
 وہ ہے۔ کہ
 اور اس تصور
 اوٹے کہ کو
 لی ہے۔ اور
 لے۔ پیرشخ
 یا وہ تو
 لے۔ پیرشخ
 فوج کا ہر
 فوج کا ہر
 فوج کا ہر

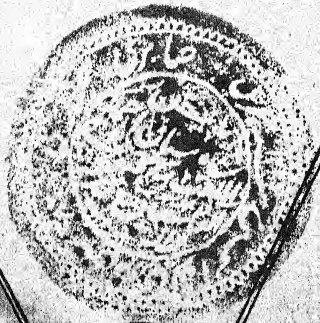
لخواہ خاطر طالب ہے تاکہ مرتبہ ثانی اللہ اور بقا بالہ حاصل ہو۔ اور اسی طرح روزانہ مداومت
 کیا کرے۔ بلکہ بے قید و شرط بیٹھے بیٹھے ہر وقت شمار دم میں چلا جاوے۔ اور اسی طرح شغل اس وقت
 بھی شمار کیا جاتا ہے ترکیب اوسکی یہ ہے کہ دم بالا میں۔ اُل۔ کہے اور دم نیچے میں لہ کہے۔
 یا خواہ ناف سے اوٹھا کر ناف پر چھوڑے۔ یا خواہ ناف سے اوٹھا کر تھلک پر چھوڑے۔ مگر یہ
 حرف خفی مارے۔ اس شغل سے دل ڈاکر ہو جائیگا۔ سوتے جاگتے دل بے اللہ اور کلہ پاک
 جاری رہیگا۔ اس شغل کی زیادہ مداومت کرے۔ زیادہ فائدہ ہو۔ **فصل**۔ اے دوست
 اس شغل کو یعنی لغی اثبات کو دم روک کر یہی حالت جس نفس میں کرتے ہیں بزرگ و شیخ کے
 ساتھ ترکیب اوسکی یہ ہے کہ اسی قاعدہ سے جو بالا ذکر ہوا جلسہ کر کے دم کو ناف سے کہیں
 دماغ میں بند کرے اور زبان تالو سے چٹا لیوے۔ اور طرف دل کے متوجہ ہو کر تمام کلہ طیب
 لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو لغی رکھے۔ اور اس بات کا لحاظ رکھے کہ مودہ سے نہ سکے
 یعنی حرارت ذکر کی دنگو ہو چکے تاکہ ذکر صفت ذاتی دل کا ہو جاوے۔ یا یعنی کہ بارہ گوشت
 خود بخود شغل اس شغل کا ہو جاوے۔ بے اسکے کہ شغل تخلیف کرے۔ اور جب قلب بلا
 شغل شافل ہو جاوے تو اوس وقت تخلیف چھوڑ کر متوجہ طرف دل کے ہو کر قلب کو بالکل اس
 شغل سے مشغول کر دے۔ اور یعنی فقط لا الہ الا اللہ کو دم بالا محمد رسول اللہ کو حالت جس
 نفس میں کہتے ہیں اور بوقت کہنے لا الہ الا اللہ کو اوپر اوٹھاوے اور لا الہ کہنے کے وقت سر کو
 جو بکا کر اسی حالت جس نفس میں دل پر ضرب خفی مارے۔ اور کلہ طیبہ کو جس دم میں طاق
 کہے اور جب دم تنگی کرے یا تنگی چھوڑ کر محمد رسول اللہ کہے۔ بدستور دم اوس لے اور اس
 شغل کی اسی طور سے مداومت کرے۔ ایک دم میں اکیں بار بلا تخلیف کہنے کی عادت ہو جائیگی
 تو اوس وقت تجھ اس شغل کا تمام کمال حاصل ہوگا۔ ترکیب دوسری اسی شغل لغی اثبات کی جس دم
 کے ساتھ یہ کہے کہ دم بالا کو ناف سے ساتھ کمر لا الہ کے اوٹھا کر دماغ میں لیجائے مذکر دے
 اور اسی حالت جس نفس میں لا الہ کہے اور پھر لا الہ الا اللہ کہے۔ اور پھر لا الہ بیکر دم فصل کو
 دماغ سے ساتھ کلہ لا الہ کے بائیں تنگی اوٹھا کر یہی عادت پر چھوڑ دے اور اسی طرح کتنے
 مرتبے آغا کرے اور جب تک جی چاہے اس شغل میں متغزل رہے اور اس ترکیب سے نام
 اس شغل کا آؤدہر ہے۔ اور اسی نام سے اسم ذات کو بھی جس نفس میں کرتے ہیں چنانچہ ترکیب
 اور اس کی کئی کئی فصلیں۔ درجہ بیچ کے ساتھ یہ وقت۔ دوسرے شغل جو موسوم بہ اسم تعالیٰ

قلبی ہے
 کی طرف
 اور سوا
 عبارت
 متوجہ
 اللہ تعالیٰ
 اور ذات
 کمال
 کہیں
 لے
 قلب
 شغل
 حوش
 ہوا
 کہنا
 کو
 دلو
 کہے
 بلا
 سم
 اس
 سے
 د

قلبی ہے وہ بہ ہے کہ چہا رزاق و زوالہ کر کے اکسین بند کر لے اور بلحاظ رزق شیخ قلب صنوبری
کی طرف کہ وہ زیر پیمان چپ و واگل کے فرق سے متعلق ہے متوجہ ہوئے اور اصل قلب یہی ہے۔
اور سوائے اسکے دو قلب اور بن ایک نام مدوری ہے۔ اور دوسرے ایک نام نیلو فری ہے۔ اور مدوری
عبارستہ دماغ سے ہے اور نیلو فری مراد ذات ہے پس اس شکل میں طرف قلب صنوبری کے
متوجہ ہوئے۔ اور لفظ اللہ کو آہستہ آہستہ دل سے کہنا شروع کرے۔ اور معنی ذات الوجود
اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اس طور سے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی شریک اور سکا نہیں ہے
اور ذاتہ اوس کی لے کم اور بے کیف ہے اور چون جگہ نگی سے میرا ہے۔ منصف جسے صفات
کمال سے منزہ ہے نقص اور زوال سے اور نہ اوس کی اور اس شکل میں اعتقاد و بجا
کہ کچھ خبر نہ رہے خیر اللہ تعالیٰ کے یہاں تاکہ یہ پارہ گوشت خود بخود شغل اس شکل کا ہو جاوے
پس اس کے کہ کیف کرے اور اسی طرح اس شکل میں مداومت روزانہ کیا کرے۔ بلکہ ہر وقت
قلب سے جاری رہے تو آمینہ دل صاف ہو جاوے گا اور بہ لذت اس شکل میں پاوے گا۔ اور لذت
اس شکل کی لذت کو تین سے متغی کر دیگی اور خاص کر واسطے انکشاف عالم ملکوت کے یہ شکل بہت
مؤثر ہے۔ **فصل** - برنخ شیخ کے ساتھ تہا بدست اسی شکل کو جس نفس ہے جو گری کہ قلب پر پیدا
ہوئی ہے وہ جلد قلب کو نرم اور گداز لاتی مطالعہ ملکوت کے کردیتی ہے۔ طریق اوسکا یہی
کہ با وضو قلبہ رو دوزانو پیکر اکسین بند کر لے اور بلحاظ برنخ دم کو روکے کہ لفظ اللہ
کو باہستگی تمام زبان دل میں بار کہے۔ یا پانچ بار کہے۔ اور پھر دم کو باہستگی چوڑے۔ ورنہ
دماغ کو صحت ہوگی۔ مگر آہستہ دم نہ چوڑا دے اور سر پیدا ہو جائیگا۔ اور پھر دم کو روک کے اس طرح
کہے جب تین بار یا پانچ بار کہنے کی عادت ہو جائے دو بار اور بڑا دوسرے اس طرح دو دو کرتا
جلا جاوے۔ یہاں تک جب ایک دم میں آہستہ شکل بار باہستگی تمام بلا تخفیف عادت کہنے کی
ہو جاوے گی اوس وقت پھر شکل تمام ہوگا۔ اور فائدہ اوس سے حاصل ہوگا۔ اور اس طریقہ کو
اس شکل کے کہ ٹیکو جام جہاں تا خورد کہتے ہیں **فصل** - برنخ شیخ کے ساتھ تہا بدست
یہ شکل جو موسوم بہ کشف القلوب ہے یہی۔ اور یہی شکل خاص کر واسطے انکشاف
قلب کے سرے الاثر ہے۔ چاہے کہ دوزانو اکسین بند کر کے جلد کرے اور دوزان نہ
دوزان زانو نہ ہو کہ لیوئے۔ اور بلحاظ برنخ شیخ نفس کو جس کے سر کو طرف مؤثر
مید ہے کے لاکے بے حرکت زبان کے لفظ اللہ کو معنی اوپر دل کے ضرب کرے۔ سر کو لگی

مرستہ دوزانہ عادت
یہ طریقہ ہے اصل
روم یعنی قلب
بہر چوڑے۔ مگر
بے اللہ اور لکھنا
فصل - اسطو
بن برنخ شیخ کے
م کو ان سے
ہو کر تمام قلب
عہدہ سے
یعنی کہ بارہ گوشت
اور جب قلب
کہ قلب کو
شہ کو حالت
تہ کے وقت
س دم میں
وس لے اور
عادت ہو جائیگی
نیات کی جس
تہ کہ دوسرے
ال لکھ دم میں
اسی طرح
ترک ہے نام
ن جہاں تک
سوم

طرف جبکہ دے۔ اور یہ سر کو طرف موڑ ہے راست کے لاکر بدستور قلب پر ضرب مارے۔ اور
 بوقت ضرب کے سر کو طرف قلب کے جھکاویے۔ اس طرح ضرب میں طاقی قنوت اور ایک دم میں لگاؤ
 اور جب دم رو کے باہر تکی چوڑ کر پھر روک لے اور بدستور جو چہ اس ورزش میں ہو جاوے۔ اس طرح
 روزانہ ورزش میں کیا کرے۔ جب تک کہ جی چاہئے اور جب کثرت ورزش سے ایک دم میں تھرا تو بہت
 ضرب لگانے کی عادت بلا تکلیف ہو جاوے گی۔ اور سو وقت کھل جاوے گا اور تمام عالم قلب میں مانند
 زرہ کے نظر آئے لگیگا۔ اور ادراک باطنی موجود بالفعل ہو کر عالم باطنی کو نہرک سے لگا
 اور سیوا سے اسکے بہت سے انکشاف اور ورزش اور اذکار اور اشغال اور مراقبات و
 کشف باطنی کے اور کتب میں موجود ہیں اور ان میں طلب کرنا چاہئے اس مختصر رسالہ میں
 اسی پر اکتفا کر کے ختم کیا اور نام اس رسالہ کا اعجاز المشتاقین یعنی مطلوب
 المسائلین رکھا گیا۔ اور امید ناظرین اس رسالہ سے یہ ہے کہ فقہ کو دو عاجز سے
 یاد دہین اور کہیں اس رسالہ میں غلطی اور خطا پاوین اصلاح فرماوین۔ تقف



	واحد ہس
	قن ہس
	مخام ہس

ارے سدا
 درم من گدا
 و۔ ابط
 بزار نویت
 بامین مانند
 رک شوک
 قیات و
 سالرین
 مطلوب
 انیر

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

Checked
1987

احکام

یہ کتاب جس کا نام عجاز الشائقین موسوم برطوبہ السالکین ہے کوئی صاحب

غیر اجازت فقیر قصد طبع و نشر نہیں اور بغیر منفع نقصان نہ اٹھائیں۔ جس نے

جلدیں طبع ہوں پتہ ذیل سے مل سکتے ہیں۔

احمد

قدیر شاہ احمد صنف صالحہ اعمال اور بدو حیدر آباد محلہ رام علی بھکان
میرٹھ

12113